

قَالَ تَبَارَكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الَّذِي لَا تَأْخُذُهُ سَاعَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ رَبِّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

مسائل

قَالَ تَبَارَكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الَّذِي لَا تَأْخُذُهُ سَاعَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ رَبِّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

عقائد

تأليف

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد نوشیہ 237 البرٹ روڈ آسٹن برمنگھم U-K

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد
مصنف	محقق اہل سنت حضرت علامہ پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری
اشاعت	بار اول
تعداد	۱,۰۰۰
پروف ریڈنگ	حافظ محمد خالد محمود فشی محلہ منڈی بہاؤ الدین فون نمبر 508778
کپڑے و ڈیزائننگ	
مطبع	مکتبہ نبویہ حج بخش روڈ لاہور
قیمت	
ملنے کا پتہ	دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ منگلا کالونی ضلع جہلم

فہرست مضامین

2 اسوہ صالحہ کتاب
12 فی اللہ
12 ایمان کے لیے کوئی عمل صالح مقبول نہیں اور عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے
13 اصل ایمان معنی مصطفیٰ اللہ
15 کتاب لکھنے کا سبب
 پہلا حصہ
17 اہل سنت والجماعت مثنوی مذہب کے مطابق نماز کے متعلق ۱۲ مسائل صحیحہ
 مسئلہ نمبر ۱ نماز میں مردوں کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے جبکہ کدھوں
18 خلاف سنت ہے
18 نموت میں ۱۶ احادیث مبارکہ
21 عقلی لحاظ سے
21 اعتراضات و جوابات
22 فلاح حاکم ان کلام صادقین
 مسئلہ نمبر ۲ نماز میں مردوں کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے
24 پر مردوں کی مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے
24 نموت میں ۱۲ احادیث مبارکہ
26 عقلی لحاظ سے
27 اعتراضات و جوابات
28 فلاح حاکم ان کلام صادقین

مسئلہ نمبر ۳ نمازی نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تسمیہ (بسم اللہ شریف)

آہستہ پڑھے، باواز بلند نہ پڑھے کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے 29

ثبوت میں 29 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 32

اعتراضات و جوابات 33

احادیث کثیرہ صحیحہ کے مقابلے میں شاذ حدیث ناقابل عمل ہے 34

چیلنج 34 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۴ امام کے پیچھے مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا سخت منع ہے 35

ثبوت میں 35 آیات حینات

ثبوت میں 36 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 40

اعتراضات و جوابات 40

لاقرآن خلف الامام کے ثبوت میں 42 اقوال صحابہ کرام

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات 43

چیلنج 44 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۵ ہر نمازی کیلئے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو نماز جہری ہو یا

سری ہو آئین آہستہ کہنا سنت ہے 45

ثبوت میں 45 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 49

اعتراضات و جوابات 50

چیلنج 51 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۶ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ اور

خلاف سنت ہے 52

ثبوت میں 52 احادیث مبارکہ

عقلی تقاضہ 57

ان روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ تمام روایات منسوخ ہیں 57

اعتراضات و جوابات 58

چیلنج 63 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۷ وتر واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے، اور اس کی

نقصان دہ ہے 64

ثبوت میں 64 احادیث مبارکہ

خلاصہ کلام 66

چیلنج 66 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۸ وتر کی تین رکعتیں ہیں 67

ثبوت میں 67 احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 71

وتر کی ۳ رکعت ہونے ثبوت میں 74 ائمہ دین علیہم الرحمۃ کے اقوال و زریں

خلاصہ کلام 77

عقلی تقاضہ 77

چیلنج 78 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۹ وتر کی آخری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے دعائے قنوت ہمیشہ

یعنی سارا سال پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اسکے خلاف کرنا سخت برا ہے 79

ثبوت میں 79 احادیث مبارکہ

ثبوت میں 82 اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال ائمہ دین

خلاصہ کلام 83

چیلنج 83 ہاتواہر حاکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۱۰ وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا

84 سخت منع ہے

84 ثبوت میں ۱۲ احادیث مبارکہ

88 واقعہ بیر معونہ

89 امام طحاوی کی تحقیق

89 خلاصہ کلام

90 چینج ہاتوا برہا حکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۱۱ مرد کیلئے سنت یہ ہے کہ دونوں التیات میں دایاں پاؤں کھڑا

کرے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دہنی جانب

نکال دے اور سرین زمین پر رکھے

91 ثبوت میں ۱۳ احادیث مبارکہ

94 فقہاء کرام کے نزدیک

96 خلاصہ کلام

96 چینج ہاتوا برہا حکم ان کتہم صادقین

مسئلہ نمبر ۱۲ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ

پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے

97 ثبوت میں ۹ احادیث مبارکہ

104 خلاصہ کلام

104 چینج ہاتوا برہا حکم ان کتہم صادقین

دوسرا حصہ

105 وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱ پیشاب اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا

۱۰۶ اور پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے

106 مسئلہ نمبر ۲ وہابیوں کے نزدیک ہر درندہ خواہ وہ خنزیر ہو کا جوٹھا پاک ہے

106 مسئلہ نمبر ۳ وہابیوں کے نزدیک کتے اور خنزیر کا چمڑا پاک ہے

106 مسئلہ نمبر ۴ وہابیہ کے نزدیک انسان کی مٹی پاک ہے

107 مسئلہ نمبر ۵ وہابیہ کے نزدیک جانوروں کی مٹی بھی پاک ہے

107 مسئلہ نمبر ۶ وہابیہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

107 مسئلہ نمبر ۷ وہابیہ کے نزدیک نکسیر پھونٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

108 مسئلہ نمبر ۸ وہابیہ کے نزدیک سگی لگوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

مسئلہ نمبر ۹ وہابیہ کے نزدیک کتا، خنزیر، شراب، بننے والا خون، یہاں تک

108 کہ مرد اور بھی سب پاک ہیں

108 مسئلہ نمبر ۱۰ وہابیہ کے نزدیک بھوکھانا جائز ہے

108 مسئلہ نمبر ۱۱ وہابیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے

109 مسئلہ نمبر ۱۲ وہابیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے

تیسرا حصہ

111 وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۲ عقائد باطلہ اور اہل سنت والجماعت کے ۱۲ عقائد صحیحہ

112 وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱ دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے

112 صحیح اسلامی عقیدہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے

112 ثبوت میں آیات قرآنیہ

113 جھوٹ کی تین وجوہات

114 جھوٹ ایک عیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ذات ہے

115 وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲ انسان کوئی کام کرے، تو اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا

115 صحیح اسلامی عقیدہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں

115 ثبوت میں آیات قرآنیہ

116 حشر اور انفی میں فرق

- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳ کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا 117
- صحیح اسلامی عقیدہ کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے انسان دائرۃ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے 117
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 117
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴ اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا جاوے، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا 118
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ اب کوئی اصلی، نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے 118
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 118
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے 120
- صحیح اسلامی عقیدہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعثِ رحمت ہیں 120
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 120
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ دہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی صرف اتنی فضیلت ہے کہ وہ بڑے بھائی ہیں اور یہ چھوٹے بھائی ہیں 121
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ کی حیثیت سے ہیں بھائی نہیں ہیں 121
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 121
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۷ دہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں 123

- صحیح اسلامی عقیدہ حضور پیارے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان 123
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 123
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۸ دہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک کسی نبی اور ولی کی کوئی توقیر نہیں 125
- صحیح اسلامی عقیدہ اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان سب عزت والے ہیں 125
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 125
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۹ دہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک، مٹی بن گیا ہے 126
- صحیح اسلامی عقیدہ نبی حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ اور نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی 126
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 126
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۰ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ کو بیوی خیال کرنا دہابی کے نصیب میں 128
- صحیح اسلامی عقیدہ حضور اقدس ﷺ کی بیبیاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔ پھر جو اپنی ماں کو اُس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ 128
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 128
- دہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱ دہابیہ کے نزدیک امتی بسا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں 129
- صحیح اسلامی عقیدہ نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کل جہاں کی عبادت ایک طرف، نبی کی عبادت ایک طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے 129
- ثبوت میں آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 129

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲..... دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ

کتے، بے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نَفُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ 131

صحیح اسلامی عقیدہ..... اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے

پیارے رسول مقبول ﷺ کو جن لیا ہے 131

ثبوت میں..... آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ 131

اختتامی دعا 133

خصوصیات کتاب

۱۔ تمام کتاب ہادشہ نکسی گئی۔

۲۔ اس کتاب کا کچھ حصہ مرکزی جامع مسجد محمدیہ نور یہ منگلا کالونی میں لکھا گیا اور

کچھ حصہ مرکزی جامع مسجد غوثیہ البرٹ روڈ آسٹن برمنگھم (برطانیہ) میں لکھا گیا۔

پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ. أَمَا بَعْدُ فَاغُودْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ.

(ترجمہ) وہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے وہ جنت والے ہیں، وہ اسی ہمیشہ رہیں گے۔

یاد رہے کہ

ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل صالح مقبول نہیں۔ لیکن عمل صالح کے بغیر ایمان مقبول ہے۔ دنیا میں ہر کوئی خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ، عیسائی ہو یا یہودی، عمل صالح کرنے کی دوسروں کو ترغیب دیتا ہے، اور خود بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے وہ جب وہ نیک اعمال ہیں جو ایمان کے ساتھ ہوں۔

اس دنیا میں اچھے کام کے طور پر کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کیلئے خیراتی ہسپتال کھولے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے بنائے جاتے ہیں۔ ادارت اور یتیم بچوں کیلئے پیش سنہرز، مسافروں کیلئے سرائے، فلاح و بہبود کی انجمنیں، ویلفیئر سوسائٹیز، غرضیکہ ہر جگہ بہت کچھ کیا جاتا ہے۔ مگر جب تک کوئی اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ پر ایمان نہیں لاتا، حقیقی اور اخروی فلاح و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ ان اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی چکا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ

معلوم ہوا کہ

اعمال صالحہ..... کی مقبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ لیکن.....

ایمان..... کی تکمیل کا انحصار سرکارِ دو عالم ﷺ کی "محبت" پر ہے۔

کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ أَوْ مِنْ نَفْسِهِ.

(ترجمہ) تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا،

جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اس کی اولاد، اور دوسرے

تمام لوگوں سے، حتیٰ کہ اس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ

ہو جاؤں۔

غور فرمائیں!

ہم اللہ پر ایمان صرف آپ ﷺ کے ہی بتلانے پہ لائے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ہمیں ایسی تعلیم دیتے تو ہمیں اللہ کی کیا خبر تھی۔ پہلے کی طرح آج بھی ہم بتوں کے آگے سجدہ رہ رہتے۔ شہر و مہر کو پوجتے ہوتے۔ اس ظلمت سے نکالنے والے محسن اعظم ﷺ پر پتے اور پکے دل سے ایمان لا کر ہی ہم اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان لا سکتے ہیں۔

ہم نے "اللہ جل جلالہ" کو اپنا معبود حقیقی ان کے بتلانے پر ہی تو مانا ہے.... اگر وہ ہمیں نہ بتاتے تو ہم اپنے خالق و مالک اور معبود برحق پر کیونکر ایمان لا سکتے تھے؟

معلوم ہوا کہ

ایمان کے باب میں سرکارِ دو عالم ﷺ ہی ہمارے معلم ہیں.....

چنانچہ عام دستور اور قاعدہ ہے کہ طالب علم کی کامیابی و کامرانی استاد کی عزت و احترام اور محبت میں مضمر ہے۔ جو اسٹوڈنٹ اپنے ٹیچر کیلئے اپنے دل میں عزت، احترام،

چنانچہ ایک سچا مومن اس کا رد و عالم ﷺ کو اپنے آپ سے اپنے ماں باپ سے اپنی آل و اولاد سے سب تعلقات سے بلکہ ساری کائنات سے بڑھ کر عزیز و محترم اور محبوب رکھتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے آپ ﷺ کی محبت اور عشق ہی اس کے ایمان کی جان ہے۔

مگر..... کفار و مشرکین، یہود و ہنود..... سب مل کر

اس کوشش میں ہیں۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کے دل سے اُنکے نبی ﷺ کی محبت نکال دو۔ تو یہ انتہائی بے ضرر، محض موروثی، رسمی اور نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ کہ جنہیں اپنے مذہب و ملت کی حرمت کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔

افسوس کہ

وہ کام جو کافر لوگ صدیوں میں نہ کر سکے، خود مسلمانوں کے اندر کافروں کے ایجنٹوں نے کر دکھانا شروع کر دیا۔ یہودیوں، ہندوؤں کے یہ ایجنٹ اس سازش میں ملوث ہو کر حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں متنازع مسائل و عقائد گھڑنے لگے۔ اس طوفان کی ایک شکل غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت ہے۔ بد بخت غیر مقلد وہابی، نجدی اور دیوبندی ہر وقت اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر نئے نئے متنازع مسائل و عقائد پیدا کیے جائیں۔ تاکہ ان کے دلوں میں موجود عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو بجھا دیا جائے۔

بد عقیدگی کے یہ جراثیم یہود و ہنود کی ملی بھگت سے بڑی تیزی کے ساتھ ہر شہر ہر قریہ ہر بستی پر حملہ آور ہیں۔ ہماری منگلا کالونی میں بھی غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت اور دیوبندیت کے چند دانے ہیں۔ جو الحمد للہ بسیار کوشش کے باوجود ابھی تک منگلا کالونی میں اپنی کوئی جگہ نہ پاسکے ہیں۔ کیونکہ ہم اہل سنت و الجماعت ان کے حربوں کو بخوبی سمجھتے ہیں.....

اللہ تبارک و تعالیٰ، عز و جل و ذوالجلال والا کرام سے دعا ہے۔ کہ وہ ان بد بختوں

کے دام فریب سے ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اپنے پیارے حبیب اقدس، سرکارِ رسالت آپ ﷺ کی بچی، بچی محبت اور والہانہ عشق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے لکھنے کا سبب بھی یہی ہے کہ ایک غیر مقلد وہابی نے منگلا ہملت میں 'حبیب مذہب' نام کے مسائل بیان کرنا شروع کر دیے۔ بالخصوص رفع یدین کرنے اور آمین پڑھنے کے بارے میں احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھ لکھ کر منگلا ہملت میں تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ اور اس طرح عوام اہلسنت کو پھنسانا چاہا۔ تو ہمارے شاگرد رشید حافظ سلیم قادری اور علامہ محمد عین عثمانی نے اس کا حاسب کیا۔ بتاريخ ۲۱ مئی ۲۰۰۰ء اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔ مگر یہاں وہ ہر بات میں لا جواب تھا۔ یعنی کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔ اُس باطل مطلق کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ ہم اللہ شریف کا ترجمہ بھی نہ کر سکا۔ بس وہی رٹنی رٹوائی احادیث تھیں کہ جو غیر مقلدین وہابی مولویوں نے پکوا دیں۔ اور جھوٹ اتنا بولا کہ الامان.... کہنے لگا کہ رفع یدین کرنے کے بارے میں ۷۵۰ احادیث ہیں۔ میں نے اسے ایک مہینہ کی مہلت دی کہ ۷۵۰ احادیث لے آؤ۔ سال ۲۰۰۰ء ختم ہوا۔ ۲۴ جنوری ۲۰۰۱ء تک میں منگلا ہملت میں ہی تھا اور اب یہاں انگلینڈ میں مئی ۲۰۰۱ء ہے۔ مگر وہ شخص ۷۵۰ احادیث نہ لاسکا۔ لہذا اس والدہ کی وجہ سے میں نے چاہا کہ چند وہ مختلف فیہ مسائل اور عقائد کہ جن کا بہانہ کر کے سادے اور بھولے بھالے سنیوں کو ورغلا یا جاتا ہے کے بارے میں قرآن و احادیث کی روشنی میں صحیح مسلک بیان کروں۔ چنانچہ یہ کتاب میں نے منگلا میں لکھنی شروع کی۔ جو بارہ بارہ مسائل اور عقائد پر مشتمل تین حصوں میں منقسم ہے۔ جن کی مکمل تفصیل تو Contents میں موجود ہے۔ البتہ مختصر ترتیب حسب ذیل ہے۔

- اہل سنت و الجماعت حنفی مذہب کے مطابق نماز کے متعلقہ ۱۲ مسائل صحیحہ
- وہابیوں، دیوبندیوں کی فقہ کے ۱۲ مسائل عجیبہ
- وہابیوں، دیوبندیوں کے ۱۲ عقائد باطلہ
- اہل سنت و الجماعت کے اسلامی ۱۲ عقائد صحیحہ

یہ کتاب میں نے اس لئے لکھ دی ہے کہ عوام اہل سنت کے پاس دلائل کا ذخیرہ موجود ہو۔ اور اگر کوئی سر پھر ان کو بہکانا چاہے تو اس کو منہ توڑ جواب دے سکیں۔

میں نے اس کتاب کا نام ۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد تجویز کیا ہے۔

آج ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء بمقام جامع مسجد غوثیہ اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا۔ جو کوئی اس سے استفادہ کرے مجھ گنہگار کیلئے دعائے خیر کرے۔

طائب دعا

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ ' ۲۳۷ ' البرٹ روڈ

آسٹن ' برٹگم ' برطانیہ

پہلا حصہ

۱۲ مسائل صحیحہ

اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے

مطابق

مسئلہ 1

”نماز میں مردوں کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صرف کندھوں تک خلاف سنت ہے۔“

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۳۲۱

بخاری و مسلم و طحاوی میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ أُذُنَيْهِ وَهُنَّ لَفْظٌ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا فَرْعَ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے، تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے۔ دیگر الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۳

ابوداؤد و شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَفْعُودُ.

ترجمہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے، تو اپنے مبارک ہاتھ کان کی لو تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴

مسلم شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ قَالَ أَحَدُ الرُّوَاةِ جِبَالٌ أُذُنَيْهِ.

وہاں ایہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے مقابل اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۸۴۶

امام احمد، دارقطنی، طحاوی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ ابْنَاهُ هَذَا أُذُنَيْهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۱۲۹

حاکم نے مستدرک میں، دارقطنی اور بیہقی نے نہایت صحیح اسناد کے ساتھ جو بشرط مسلم و بخاری ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَازِيَ بِلَبِّهَا مِثْلَ أُذُنَيْهِ.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے کانوں کے قریب کر دیئے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۱۲

مہارزاق اور طحاوی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ ابْنَاهُ قَرِيبًا مِّنْ سَخِمَةِ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

جب حضور اکرم ﷺ نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر فرماتے، تو یہاں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی گدیہ کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۳

ابوداؤد نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ بِجَنَابِ مَنْكَبَيْهِ وَخَاضِيَ بَابَهُمَا يَدَيْهِ.

ترجمہ

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے مقابل اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو گئے۔

حدیث نمبر ۱۵

دارقطنی نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔

أَنَّ رَأْيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى خَاضِيَ بَابَهُمَا أَدْنَاهُ ثُمَّ يَدُ إِلَى شَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ.

ترجمہ

بے شک انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ انہیں کانوں کے مقابل فرمادیا، پھر نماز سے فراغت تک رفع یدین نہ فرمایا۔ یعنی ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۱۶

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت کی۔

أَنَّ كَانَ يَقُولُ لَا ضَحَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذَا وَجْهِهِ.

بے شک وہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے زیادہ حضور ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو تکبیر فرماتے اور ہاتھ مبارک چہرہ شریف کے مقابل تک اٹھاتے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اس لئے کہ عرف عام میں جب کسی چیز سے توبہ یا بیزاری کا اظہار مقصود ہو تو کانوں پر ہاتھ رکھوائے جاتے ہیں، کندھے نہیں پکڑوائے جاتے۔ گویا نمازی اپنے قول (یعنی تکبیر تحریمہ) سے نماز شروع کرتا ہے۔ اور اپنے عمل سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر دنیا سے اطلاق کا اظہار کرتا ہے۔ لہذا نماز شروع کرتے وقت کانوں کو ہاتھ لگانا بالکل مناسب ہے۔

(جاء الحق حصہ دوم)

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

مسلم و بخاری نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذَا مَنْكَبَيْهِ حُضُورًا جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔

انہیں مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذَا مَنْكَبَيْهِ يَعْنِي حُضُورًا اپنے ہاتھ مبارک اپنے کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ کندھوں

تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

جواب:

یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں۔ کیونکہ جب کانوں سے انگوٹھے لگائیں گے تو ہاتھ کانوں تک بھی ہو جائیں گے، اور کندھوں تک بھی۔ دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ جب کہ کندھوں تک انگوٹھے لگانے سے ان احادیث پر عمل نہ ہو سکے گا کہ جن میں کانوں کا ذکر ہے۔ حنفی المذہب میں دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہابی غیر مقلد ایک قسم کی احادیث چھوڑ دیتا ہے۔ لہذا حنفی مذہب جامع مذہب ہے۔

اعتراض نمبر ۲

آپ نے کانوں کے متعلقہ جو حدیثیں بیان کی ہیں وہ ضعیف ہیں لہذا قابل عمل نہیں۔

جواب:

اس کے چند جواب ہیں۔

- ۱۔ وہابی غیر مقلد اپنی عادت کے مطابق اپنے مخالف حدیثوں کو بلاوجہ ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ حدیث کو ضعیف کہہ دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے۔
- ۲۔ ہم نے اس سلسلہ میں مسلم و بخاری کی احادیث پیش کیں کیا وہ بھی ضعیف ہیں؟
- ۳۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا ان احادیث کو ضعیف کہہ دینا جرح مبہول ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں کیونکہ اس میں وجہ ضعف نہیں بتائی گئی کہ کیوں ضعیف ہیں؟

چیلنج

سارے غیر مقلد وہابیوں کو عام اعلان ہے کہ کوئی مرفوع حدیث ایسی دکھاؤ، جس میں یہ بیان ہو کہ حضور اقدس ﷺ اپنے انگوٹھے کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ نالائق وہابیو! سمجھو

اس بات کو کہ جہاں کندھوں کا ذکر ہے وہاں "یعدیہ" ہاتھ کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور جہاں کانوں کا ذکر ہے وہاں "ابہامہ" انگوٹھا مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کندھوں تک ہاتھ اسی صورت سے اٹھتے ہیں کہ جب انگوٹھے کانوں تک لگیں۔

﴿هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین﴾

❧

اللَّهُ قَالَ السُّنَّةُ وَضِعَ الْكَفُّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ.

فرماتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

ابن ابی جہمؒ سے روایت کی۔

أَنَّ عَلِيًّا قَالَ السُّنَّةُ وَضِعَ الْكَفُّ فِي الصَّلَاةِ وَيَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ.

بے شک حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اور (نمازی

اپنے) ان دونوں (ہاتھوں) کو ناف کے نیچے رکھے۔

امام احمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی۔

أَنَّ كَانَ يَدُهُ الْيَمِينِ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ.

بے شک حضور اقدسؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی۔

قَالَ يَضِيعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

فرماتے ہیں کہ آپؐ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے۔

ابن حزم نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔

أَنَّ قَالَ مِنَ اخْلَاقِ النَّبِيِّ وَضِعَ الْيَمِينُ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

مسئلہ 2

”نماز میں مرد کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ سینے پر عورتوں کی

مانند ہاتھ رکھنا خلاف سنت ہے“

اس مسئلہ کی تائید میں احادیث کا گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸

ابوداؤد شریف نسخہ ابن عربی میں حضرت ابوداؤدؒ سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ

السُّرَّةِ.

ترجمہ

حضرت ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا

چاہیے۔

حدیث نمبر ۳۲۲

ابوداؤد شریف نے حضرت علیؓ سے روایت کی۔

أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضِعَ الْكَفُّ فِي زَوَايَا وَضِعَ الْيَمِينُ عَلَى

الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

ترجمہ

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز میں ناف کے

نیچے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ۷۲۴

ابوداؤد نسخہ ابن عربی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت سیدنا علیؓ سے روایت کی۔

تَحْتَ السُّرَّةِ وَرَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔ ابو داؤد نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے ناف کے اوپر کی روایت ہے۔ جبکہ ابو جلا د نے ناف کے نیچے کی روایت بیان کی ہے۔
(نسخہ ابن عربی)

دوسرا یہ کہ آپ کی پیش کردہ احادیث میں تعارض (اختلاف - Contradiction) آ گیا ہے اور جب احادیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ زیرِ ناف والی احادیث قابلِ عمل ہوں۔ کیونکہ رکوع، سجود اور التحیات وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے۔ تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب کا لحاظ رہے۔ زیرِ ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے۔ جبکہ سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی و گستاخی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو زور نہ دکھاؤ۔ زاری، انکساری دکھاؤ وہاں زور نہیں چلتا، ادب چلتا ہے۔ میرے دوست! اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزی انکساری اور زاری ہی سب سے زیادہ قبول ہے۔

چیلنج

غیر مقلد و ہابیوں کے پاس ایک بھی مرفوع، صحیح حدیث بخاری و مسلم کی نہیں کہ جس میں مردوں کو سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ اگر کوئی ہے تو لاؤ۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

XX

مسئلہ 3

”نمازی‘ نماز میں‘ سورۃ فاتحہ سے قبل‘ تسمیہ (بسم اللہ شریف) آہستہ پڑھے۔“
”اللہ بلند نہ پڑھے“ کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔“
نماز میں‘ سورۃ فاتحہ سے قبل‘ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے متعلق بہت سی احادیث ہیں، جن میں سے چند احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۱

مسلم، بخاری اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَفْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی (سورۃ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۳۲

مسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ الحمد للہ رب العالمین سے

قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۵

نسائی، ابن حبان اور طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
 قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ
 أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

میں نے حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں۔ ان حضرات میں سے کسی
 ایک کو بھی (نماز میں) بسم اللہ شریف (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۱۱۲۸

طبرانی نے معجم کبیر میں، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُسْرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ

بے شک نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آہستہ بسم اللہ شریف
 پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۱

ابوداؤد، دارمی، طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَفْتَحُونَ الْقُرْآنَ
 بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۵

مسلم شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَفْتَحُونَ الْقُرْآنَ
 بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ
 الْقُرْآنِ وَلَا فِي آخِرِهَا.

بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت
 عثمان غنی رضی اللہ عنہ "الحمد لله رب العالمين" سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ جبکہ "بسم اللہ
 الرحمن الرحيم" کا ذکر نہ اول قرأت میں کرتے تھے اور نہ ہی آخر قرأت میں۔

حدیث نمبر ۱۶

ابن ابی شیبہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنْ أَبِي سَعْدٍ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْفِئُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْأَسْتِغَاثَةِ
 وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "بسم اللہ الرحمن الرحيم"، "اعوذ باللہ من الشیطن
 الرجیم" اور "ربنا لک الحمد" آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷

امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ أَرِيعُ "يَخْفِيهِنَ الْأَمَامُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
 وَتَعَاذُكَ أَمِينَ."

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے

- ۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
- ۲۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
- ۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ
- ۴۔ آمین

حدیث نمبر ۱۹۵۱۸

مسلم و بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے اور قرأت "الحمد لله رب العالمين" سے شروع فرماتے۔

حدیث نمبر ۲۰

عبدالرزاق نے ابوالفختہ سے روایت کی۔

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ لَا يَجْهَرُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكَانَ يَجْهَرُ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

نبی شک حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام (نماز میں) بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ جبکہ "الحمد لله رب العالمين" بلند آواز سے ہی پڑھتے تھے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" آہستہ پڑھی جائے۔ کیونکہ بسم اللہ شریف کسی سورۃ کا جز نہیں۔ صرف سورتوں میں فصل کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ تو جب بسم

اللہ شریف کسی سورۃ کا جز ہی نہیں تو (نماز میں) اونچی آواز سے پڑھنے پر سورۃ کا جز معلوم ہوگی۔ جو کہ درست نہیں۔ اور پھر اس طرح ان احادیث پر بھی عمل نہیں ہوتا کہ جن میں آہستہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جو اچھا کام بسم اللہ شریف سے شروع نہ ہو وہ ناقص ہوتا ہے۔ تو وہابی صاحب! ہم کب اس کا انکار کر رہے ہیں؟ ہمارا موقف یہ ہے کہ بسم اللہ شریف ضرور پڑھنی جائے..... مگر آہستہ۔ جس طرح تعوذ آہستہ پڑھتے ہیں۔ کیونکہ تعوذ بھی سورۃ کا جز نہیں۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

بسم اللہ شریف تو ہر سورۃ کا جز ہے۔ اگر جز نہ ہوتی تو قرآن پاک میں ہر سورۃ کے ساتھ نہ لکھی ہوتی۔

جواب:

اگر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہر سورۃ کا جز ہوتی تو سورۃ سے علیحدہ لمبے حروف میں نہ لکھی ہوتی۔ بلکہ جو انداز دوسری آیتوں کے لکھنے کا ہوتا ہے اس کے مطابق ہی لکھی ہوتی۔ بخاری شریف باب کیف بدء الوحي میں ہے سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی افرأء۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ما آتانا بقارئی۔ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر عرض کیا کہ افسرأء۔ حضور ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر میں عرض کیا۔ افسرأء باسم ربك الذي خلق۔ اپنے رب کے نام سے پڑھیے کہ جس نے ہر کسی کو تخلیق کیا۔ غرضیکہ پوری وحی میں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں سے اول

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ نازل نہیں ہوئی۔ اگر جبرائیل علیہ السلام نے پڑھی ہے تو باعث برکت پڑھی ہے۔

اعتراض نمبر ۲

ترمذی شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قَالَ كُنَّا السَّبِيحَةَ يَفْتِيحُ صَلَواتَهُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ یعنی نبی کریم ﷺ اپنی نماز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے۔

جواب:

ترمذی شریف میں اسی حدیث کے آگے یہ ہے۔ بَنِي أُمِّ حَدِيثٍ لَيْسَ اسْنَادُهُ بِذَلِكَ۔ یہ ایسی حدیث ہے کہ جس کی اسناد کچھ بھی نہیں۔ یعنی اس حدیث کا نہ سرا ہے نہ پتہ۔ تو قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے؟

اعتراض نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبد الرحمن ابن ابی نعیم سے روایت کی۔ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَجَهَرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی اور میرے والدین بھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

جواب:

بخاری و مسلم کی بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خود حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے اور قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔ ان احادیث کثیرہ کے بالمقابل یہ حدیث شاذ ہے لہذا احادیث کثیرہ و مشہورہ کے مقابلے میں شاذ حدیث قابل عمل نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❦

مسئلہ 4

”اما کے پیچھے مقتدی کیلئے تلاوت قرآن پاک کرنا سخت منع ہے“

جبکہ غیر مقلد و بابی مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کی ممانعت پر قرآن پاک، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور عقلی دلائل بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

آیات بینات

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.

(ترجمہ) اور جب قرآن پاک پڑھا جائے تو سنو اس کو اور خاموش ہو جاؤ

تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت ہے۔ ”جہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ یہ آیت مقتدی کی قرأت امام سننے کے متعلق ہے۔“

تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پاک پڑھتے سنا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی تک یہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کو سمجھو۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اول اسلام میں امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے تھے، پھر آیت مذکورہ کے بعد امام کے پیچھے قرأت منسوخ ہو گئی۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

مسلم شرف باب سجود التلاوة میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔

اَنَّه سَالُ ذَيْدُ ابْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْقُرْآنِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ
فَنُصْنُوا.

ترجمہ

انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سے امام کے ساتھ
قرأت کرنے کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ قرأت بالکل
جائز نہیں۔

حدیث نمبر ۲

مسلم شریف باب التشہد میں ہے۔

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدَّثْتُ ابْنَ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ "يَعْنِي وَإِذَا قَرَأَ الْحَجَّ
فَنُصْنُوا."

ترجمہ

اس سے ابو بکر نے پوچھا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ
بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۳

ترمذی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مَنْ صَلَّى رُكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ مِنْهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يَصِلْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَزَاءُ
الْإِمَامِ هَذَا حَدِيثٌ "حَسَنٌ" صَحِيحٌ.

ترجمہ

جو کوئی (اکیلے) نماز پڑھے (اور) اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے (تو) اس نے نماز

نہیں پڑھی، مگر یہ کہ (اگر) امام کے پیچھے ہو (تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے) یہ حدیث
حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۴

نسائی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْمًا جَعَلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتِمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ
فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا.

ترجمہ

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی
جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرأت کرے، تو تم
خاموش رہو۔

حدیث نمبر ۵

طحاوی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً.

ترجمہ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو، تو امام کی تلاوت ہی اس کی تلاوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲۶

امام محمد نے مؤطا شریف میں امام ابو حنیفہ، عن موسیٰ ابن عائشہ، عن عبد اللہ ابن

شداد، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً

قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ مَنِعٍ وَابْنُ الْهَيْثَمِ هَذَا لَأَسْنَدٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ

الْشَّيْخَيْنِ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو، تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت

ہے۔ محمد ابن منیع اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہیں معطم و بخاری کی شرط پر۔
نوٹ: یہ حدیث امام احمد، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی نے بھی روایت کی۔ (بحوالہ صحیح
البہاری)۔
حدیث نمبر ۱۱

طحاوی شریف میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔

قال صلى الله عليه وسلم ثُمَّ اقْبَلْ بَوَجْهِهِ فَقَالَ اتَّخَذُوا الْإِمَامَ يُقْرَأُ فَسَكَنُوا
ثَلَاثًا فَقَالُوا إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا.

ترجمہ

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ؐ نے نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ ؓ
کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا تم امام کی قرأت کی حالت میں تلاوت کرتے
ہو.....؟ صحابہ ؓ خاموش رہے۔ حضور ؐ نے تین بار یہی سوال دہرایا تو صحابہ
کرام ؓ نے عرض کی اِنَّا لَنَفْعَلُ ہاں سرکار! ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔ یعنی امام
کی تلاوت کے ساتھ تلاوت کی ہے۔ اس پر آپ ؐ نے فرمایا کہ لَا تَفْعَلُوا
آئندہ ایسا نہ کرنا۔

حدیث نمبر ۱۲

طحاوی شریف نے حضرت علی ؓ سے روایت کی۔
من قرء خلف الإمام فليس على فطرة.

ترجمہ

جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ دین فطرت پر نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳

دارقطنی نے حضرت علی ؓ سے روایت کی۔

اِنَّهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ أَوْ انْصُتْ
قَالَ بَلْ انْصُتْ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ.

ترجمہ

ایک شخص نے حضور انور ؐ سے سوال کیا۔ آیا کہ میں امام کے پیچھے تلاوت کروں
یا خاموش رہوں؟ تو نبی کریم ؐ نے فرمایا بَلْ انْصُتْ بلکہ خاموش رہ۔ کیونکہ
تیرے لئے امام ہی کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴

دارقطنی نے حضرت شعبی ؓ سے روایت کی۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ؐ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تلاوت جائز نہیں۔

حدیث نمبر ۱۵

بیہقی نے قرأت کی بحث میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت نقل کی۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فِيهَا بِإِمَامٍ فَهِيَ
مَذَاجٌ "الْأُضْلُوءُ خَلْفَ الْإِمَامِ.

ترجمہ

فرمایا نبی کریم ؐ نے ہر وہ نماز کہ جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جاوے ناقص ہے۔

سوائے اس نماز کے کہ جو امام کے پیچھے ہو۔

حدیث نمبر ۱۶ تا ۱۷

امام محمد نے اپنی مؤطا میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت عمر فاروق ؓ
سے روایت کی۔

قَالَ لَيْتَ هُنَّ فَمِ الَّذِي يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حُجْرًا.

فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، کاش! اُس کے منہ میں پتھر ہو۔

(تاکہ وہ خاموش رہے)

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، جابر بن عباس، جابر بن عبداللہ، حضرت علقمہ، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عمر وغیرہم سے مکمل اسنادوں کے ساتھ روایات پیش کیں۔ کہ یہ تمام حضرت امام کے پیچھے قرأت کے سخت خلاف ہیں۔ ان میں سے کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں آگ ہو کوئی فرماتے ہیں کہ اس کے منہ میں پتھر ہو کوئی فرماتے ہیں کہ وہ فطرت کے خلاف ہے۔ ان تمام کو یہاں نقل کرنا دشوار ہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ جب شاہی دربار میں عوام الناس کا کوئی وفد جاتا ہے، تو آداب بھی بجالاتے ہیں، مگر عرض معروض سب نہیں کر سکتے۔ سب کی طرف سے گزارشات وہی پیش کر سکتا ہے۔ کہ جو ان سب میں اہم، لیڈر اور نمائندہ ہو۔ جبکہ باقی سب خاموش رہیں گے۔ ایسے ہی باجماعت نمازی حضرات رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ عالی شان میں وفد کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں، تو تکبیر، تسبیح، ثنا، تشہد وغیرہ کی صورت میں دربار شاہی کے آداب اور سلامی، بحرئی، سبھی بجالائیں، مگر تلاوت جو کہ عرض معروض ہے وہ صرف سب کا نمائندہ یعنی امام ہی کرے گا۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱

مسلم و بخاری میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ اس کی نمازی نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ (یہ وہابیوں کا مشہور اعتراض ہے)

جواب:

یہ حدیث امام مسلم نے اس طرح نقل فرمائی۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ۔ اس کی نمازی نہیں جو فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ اور مؤطا امام مالک میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالسُّورَةِ نَمَازِیْنِ ہوتی مگر سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانے سے۔ اب ابجدیث، غیر مقلد وہابیوں کو چاہیے کہ وہ سورۃ فاتحہ کو بھی فرض جانیں اور اس کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھی فرض جانیں۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ لوگ بعض حدیثوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اس کا علمی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ایسے معنی کرنے چاہئیں کہ جس سے قرآن و حدیث میں تعارض نہ رہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں۔ لَا صَلَوةَ الْخِ میں لافنی جنس کا ہے۔ جس کا اسم تو ہے ”صلوۃ“۔ جبکہ خبر پوشیدہ ہے۔ یعنی ”کامل“۔ تو معنی یہ ہوئے کہ نماز بغیر سورۃ کامل نہیں ہوتی..... جس طرح فرمایا گیا ہے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ۔ اس لا سے کمال نماز کی نفی ہے۔ ایسے ہی یہاں۔ لَمْ يَقْرَأْ قِرَاءَةً۔ حکمی حقیقی دونوں کو شامل ہے۔ کہ امام اور اکیلے نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا حقیقتاً واجب ہے۔ اور مقتدی پر حکماً۔ کیونکہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَّهُ۔ امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

اعتراض نمبر ۲

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل یہ بھی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔ امام ترمذی اس حدیث عبادہ بن صامت کے ماتحت فرماتے ہیں امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق اکثر صحابہ و تابعین کا اس حدیث عبادہ پر عمل ہے تو جب اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اس حدیث پر ہے تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ضروری ہے۔

جواب:

امام ترمذی کا یہاں اکثر فرمانا اضافی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ زیادہ صحابہ ث تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے، کم نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ یہاں اکثر بمعنی چند اور

متعدد ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔ "وَكَبِيرٌ" مِنْهُمْ عَلَى الْهَدَىٰ وَكَبِيرٌ "حَقٌّ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ" (ترجمہ) ان میں سے بہت سے ہدایت پر تھے اور بہت سے گمراہی پر تھے۔ یعنی چند ہدایت پر تھے اور چند گمراہی پر تھے۔ حق یہ ہے کہ زیادہ صحابہ کرام ؓ قرآنہ خلف الامام کے خلاف تھے۔

اقوال صحابہ کرام ؓ

- ۱۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کا منہ آگ سے بھر جائے۔
- ۳۔ حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں بدبو بھر جائے۔
- ۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اور
- ۵۔ حضرت عاتقہ ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کے منہ میں خاک ہو۔
- ۶۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، وہ فطرت پر نہیں۔
- ۷۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے، اس کی نماز نہیں۔
- ۸۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، اس کے منہ میں پتھر ہو۔
- ۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ انگارے ہوں۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ صرف خود امام کے پیچھے تلاوت نہ کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سختی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام کی تلاوت ہی کافی ہے۔

یہ تمام روایات طحاوی شریف اور صحیح البہاری میں موجود ہیں چند روایات بطور نمونہ پیش کر دی ہیں ورنہ ۸۰ صحابہ کرام ؓ سے منقول ہے کہ وہ حضرت امام کے پیچھے قرأت سے سخت منع کرتے تھے۔

غیر مقلدین سے ہمارے سوالات

سوال نمبر ۱

نماز میں جیسے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ ایسے ہی دوسری سورۃ ملانی بھی ضروری ہے مسلم شریف میں ہے۔ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا۔ اس کی نماز نہیں، جو سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی دوسری سورۃ) نہ پڑھے۔ غیر مقلد روہابی بھی مانتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے دوسری سورۃ نہ پڑھے۔ تو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ جیسے دوسری سورۃ کیلئے امام کی قرأت کافی ہے۔ ایسے ہی سورۃ فاتحہ کیلئے بھی امام کی قرأت ہی کافی ہونی چاہیے۔

سوال نمبر ۲

جو کوئی رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے، اسے رکعت مل جاتی ہے۔ اگر مقتدی پڑے سورۃ فاتحہ پڑھنی لازم ہوتی، تو اسے رکعت نہ ملنی چاہیے تھی۔

سوال نمبر ۳

مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت اور آمین کہنی ضروری ہو، تو غیر مقلد روہابی بتائے کہ اگر امام مقتدی سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھ لے اور مقتدی سورۃ فاتحہ کے بیچ میں ہو، تو کیا

مقتدی اپنی سورۃ فاتحہ ختم کر کے آمین کہے گا یا نہیں؟ جبکہ
”نہ دو مرتبہ آمین کہنا جائز ہے، اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کے بیچ میں آمین کہنا جائز ہے“

سوال نمبر ۴

اگر مقتدی نے ابھی سورۃ فاتحہ ختم نہ کی ہو اور امام رکوع میں چلا جائے تو وہابی یہ
بتائے کہ یہ مقتدی آدھی سورۃ فاتحہ چھوڑ دے گا اور امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے گا یا
رکوع چھوڑ کر سورۃ فاتحہ مکمل کرے گا؟

چیلنج

مشرق مغرب کے علمائے حدیث کیلئے اعلان عام ہے کہ ان چار سوالوں کے
جوابات دیں، مگر شرط یہ ہے کہ حدیث صریح سے دیں، محض اپنی رائے شریف استعمال نہ
کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ نہ دے سکیں گے۔ چنانچہ ہم ان بھولے بھٹکے ہوؤں سے
صرف اتنا کہتے ہیں کہ ضد چھوڑ دیں قرآن و احادیث پر عمل کریں اور مذہب حنفی کی صداقت
کو تسلیم کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کریں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

﴿ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین﴾

❧

مسئلہ 5

”ہر نمازی کیلئے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد نماز جہری ہو یا ستری آمین
آہستہ کہنا سنت ہے“

مگر غیر مقلد وہابی جہری نماز میں خواہ امام ہو یا مقتدی بلند آواز سے چیخ چیخ کر
آمین کہتا ہے۔ جو کہ خلاف سنت ہے۔ چنانچہ آمین آہستہ کہنے کے دلائل میں گلدستہ
احادیث پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۸۲۱

بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا أَمَّنَ الإمام فامنعوا فأنه من وافق
تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه. (رواه البخاري و مسلم
واحمد و مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو۔ (کیونکہ) جس
کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

تشریح حدیث

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی اس نمازی کیلئے ہے جس کی آمین فرشتوں
کی آمین کے موافق ہوگی۔ جبکہ فرشتے ایسی آہستہ آمین کہتے ہیں کہ آج تک ان کی آمین کسی
نے نہیں سنی۔ اگر کسی وہابی نے فرشتوں کی آمین سنی ہے تو بتائے۔ چنانچہ جو وہابی چیخ چیخ کر

آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوگی۔ وہ جیسے آتے ہیں ایسے ہی واپس جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۳۹

بخاری، شافعی، مالک، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ **وَإِذَا قَالِ الْأَمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ**
فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ قَوْلُهُ قَوْلُ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہوا، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

پہلا یہ کہ امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اگر مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری ہوتی، تو حضور ﷺ فرماتے کہ جب تم پڑھو چکو ولا الضالین تو کہو آمین۔ بلکہ فرمایا کہ جب امام کہے ولا الضالین تو تم کہو آمین۔ معلوم ہوا امام کے پیچھے مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ کی قرأت ضروری نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ اس حدیث سے بالکل واضح ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنے کا حکم ہے.....
 زور سے نہیں۔ جب ہم آہستہ آمین کہیں گے، تو ہماری آمین سنائی نہیں دے گی۔ اس طرح ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ کیونکہ فرشتوں کی آمین بھی سنائی نہیں دیتی۔ جبکہ غیر مقلد وہابی یہ کہتے ہیں کہ یہاں وقت کی موافقت مراد ہے۔ جو کسی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ جب ہمیں فرشتوں کی آواز سنائی ہی نہیں دیتی، تو ایک ہی وقت میں آمین کی موافقت کیسے ممکن ہے؟ يُحَدِّثُونَ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يُحَدِّثُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا

يُحَدِّثُونَ۔ ”دھوکہ دیا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو، اور نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو، اور انہیں شعور نہیں۔“

گناہوں کی بخشش کی شرط یہ لگائی گئی ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی، اس کے ماقبل گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کے موافق نہیں، اس کے ماقبل گناہ معاف نہیں ہوں گے۔ جیسے سیاہ باطن آئے تھے ایسے ہی سیاہ باطن واپس گئے۔ وہاں ہوا اگر گناہ بخشوانا ہو تو آمین آہستہ کہنا شروع کر دو۔ اور اگر گناہوں سے محبت ہے، تو پھر اپنی دھن میں مست رہو۔

حدیث نمبر ۱۸۲۱۴

امام احمد، ابوداؤد طہانی، ابویعلیٰ موصلی طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔
عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَاحْضَى بِهَا صَوْتَهُ.

ترجمہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور ﷺ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے، تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ اور اپنی آواز کو پست رکھا۔ یعنی آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حدیث نمبر ۲۱۳۱۹

ابوداؤد، ترمذی اور ابن شیبہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ وَخَفَضَ بِهِ صَوْتَهُ

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سنا.... آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیہم

والا الضالین پڑھا، تو فرمایا آمین، اور اپنی آواز آہستہ رکھی۔

نوٹ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا ہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔
حدیث نمبر ۲۳۲۲

طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت کی۔
قال لم یکن عمر وعلی رضی اللہ عنہما یجہزان بسم اللہ الرحمن
الرحیم ولا بآمین۔

ترجمہ

حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اونچی آواز سے
پڑھتے تھے اور نہ ہی "آمین" اونچی آواز سے کہتے تھے۔
حدیث نمبر ۲۳

یعنی شرح ہدایہ نے حضرت ابو عمر ؓ سے روایت کی۔

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال یخفی الامام ازینا التعوذ
وبسم اللہ الرحمن الرحیم و آمین وربنا لک الحمد

ترجمہ

حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے

- ۱۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
- ۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
- ۳۔ آمین

۴۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

حدیث نمبر ۲۵

یہی بتی نے حضرت ابو وائل ؓ سے روایت کی، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا۔
یخفی الامام ازینا بسم اللہ الرحمن الرحیم واللہم ربنا لک الحمد
والتعوذ والتشهد۔

ترجمہ

امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

۴۔ تَشْهَدُ

حدیث نمبر ۲۶

امام محمد رحمت اللہ علیہ نے آثار میں اور عبدالرزاق علیہ الرحمۃ نے اپنی مصنف میں
یہ حدیث بیان کی ہے کہ امام ابو حنیفہ ؓ نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت
ابراہیم نخعی ؓ سے روایت کی۔

قال اربع "یخفیہن الامام بسم اللہ الرحمن الرحیم وسبحانک اللہم
وتعوذ و آمین

ترجمہ

آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنَا

۳۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

۴۔ آمین

(ماخوذ از جامع الحق حصہ دوم مصنف مفتی احمد یار خان نور اللہ مرقدہ)

عقلی تقاضہ

عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ کیونکہ لفظ آمین قرآن پاک کی

کوئی آیت یا کلمہ نہیں ہے۔ نہ تو اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے ہیں اور نہ ہی قرآن پاک میں لکھی گئی ہے۔ آمین، محض دعا اور ذکر ہے۔ لہذا جیسے 'ثناء، تعوذ، تسبیح، التحیات، تسبیحات اور دعائے ماثورہ سب آہستہ پڑھی جاتی ہیں۔ ایسے ہی آمین بھی آہستہ ہی کہنی چاہیے۔

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱

ترمذی شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال سمعت النبی اقرء غیر المغضوب علیہم ولا الضالین وقال ابن وندبہا صوفیہ میں نے نبی پاک ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا، اور آمین کہا، اور اپنی آواز کو اس پر بلند فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آمین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب:

وہابی صاحب آپ نے ترجمہ غلط کیا۔ اس میں مذکلف لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور مذہب سے بنا ہے۔ جس کے معنی آواز بلند کرنا نہیں بلکہ کھینچنا ہے۔ کہ حضور اقدس ﷺ نے "آمین" بروزن کریم قصر نہیں پڑھی۔ بلکہ بروزن تالین الف اور میم خوب کھینچ کر پڑھی۔

اعتراض نمبر ۲

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ آمین فرماتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے اور مسجد گونج اٹھتی۔

جواب:

اس حدیث میں مسجد کے گونج جانے کا ذکر ہے۔ حالانکہ گنبد والی مسجد میں گونج پیدا ہوتی ہے نہ کہ چھپر والی مسجد میں۔ حضور اکرم ﷺ کی مسجد شریف آپ کے زمانہ حیات میں

معمولی چھپر والی تھی۔ وہاں گونج پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ آج وہابی غیر مقلد کسی چھپر والی کچی مسجد میں یا کسی کچے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر کے دکھا دیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ جیتنے جیتنے مرجائیں گے، لیکن گونج پیدا نہ کر سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں نماز کا ذکر نہیں، صرف حضور ﷺ کی قرأت کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ خارجی قرأت کا ذکر فرمایا گیا ہو۔

تیسرا یہ کہ آمین بالکھی والی حدیثیں قیاس شرعی کے موافق ہیں۔ اور جہری والی حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔ لہذا آہستہ آمین والی حدیثیں قابل عمل ہیں۔ اور اس کے خلاف والی حدیثیں قابل ترک ہیں۔

چوتھا یہ کہ جہری آمین والی حدیثیں قرآن پاک سے اور ان احادیث سے جو آمین بالکھی پر پیش کی گئیں سے منسوخ ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ آمین آہستہ کہتے تھے۔ اسی کا حکم دیتے تھے۔ اور زور سے آمین نہیں کہتے تھے۔

چیلنج

غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوع موجود نہیں کہ جس میں نماز کے اندر آمین بالجہر کی تصریح ہو۔ ایسی صحیح حدیث نہ ملی ہے اور نہ ملے گی۔ چنانچہ وہابیوں کو چاہیے کہ ضد چھوڑ دیں اور آمین بالکھی کہا کریں۔

﴿ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین﴾

✖

مسئلہ 6

”رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ اور خلاف

سنت ہے۔“

مگر وہابی غیر مقلدین..... ان دونوں وقتوں میں رفع یدین کرتے ہیں اور رفع یدین کرنے پر زور دیتے ہیں۔ رفع یدین نہ کرنے کے متعلق احادیث کا گلدستہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۴

ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال ابن مسعود رضي الله عنه الا اصلنى بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلنى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة مع تكبير الافتتاح وقال الترمذى حديث ابن مسعود حديث حسن.

ترجمہ

ایک دفعہ ہم سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھوں؟ آپ نے نماز پڑھی، تو اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔

حدیث نمبر ۵

ابن شیبہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال كان النبى ﷺ اذا فتحت الصلوة رفع يديه ثم لا يرفعهما حتى يضرع.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، تو اپنے ہاتھ مبارک

اٹھاتے، پھر نماز ختم ہونے تک ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۶

ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال زابت رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين افتتح الصلوة ثم لم يرفعهما حتى انصرف.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۷

طحاوی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن النبى صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه فى أول تكبيرة ثم لا يرفع.

ترجمہ

وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے، (اور) پھر ہاتھ نہ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۳۸

حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ ترفع الايدي عن سبع مواطن عند افتتاح الصلوة واستقبال البيت والصفاء، والمروة والموقفين والجمرتين.

ترجمہ

راوی بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز شروع کرتے وقت، کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت، صفا اور مروہ کے پہاڑ پر، دونوں موقف یعنی منا اور مزدلفہ میں، اور جہروں کے سامنے۔

یہی حدیث بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور بخاری نے کتاب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ فرق کے ساتھ بیان کی۔

حدیث نمبر ۱۵

امام طحاوی نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع میں جاتے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، تو آپ نے فرمایا۔

ان كان وائل "راه مرة يفعل ذالك فقد رواه عبد الله حمصين مرة لا يفعل ذالك."

ترجمہ

اور وائل رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے پچاس مرتبہ دیکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷ تا ۱۸

طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی۔
قال صلیت خلف ابن عمر رضي الله عنهما فلم يكن يديه الا في تكبيرة الاولى
مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے آخر نماز تک سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۸

یعنی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
انه رأى رجلا يرفع يديه في الصلوة عند الركوع وعند اُسنائه من

الركوع وعند اُسنائه من الركوع فقال له لا تفعل فإنه شئ. "فعله رسول الله ﷺ ثم تركه."

ترجمہ

آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا، تو آپ نے اس کو منع کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ بے شک یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کرتے تھے، پھر (بعد میں) اس کو ترک فرمادیا۔

سبق:

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین منسوخ ہے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین ثابت ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا پہلا فعل ہے کہ جو بعد میں منسوخ کیا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱

طحاوی شریف نے حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رايت عمر ابن الخطاب رضي الله عنه في أول تكبيرة ثم لا يعود وقال حديث "صحيح".

ترجمہ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۲۲

ابوداؤد شریف میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حدثنا سفیان اسناده بهذا قال فرغ يديه في أول مرة وقال بفضهم مرة واحدة.

ترجمہ

حضرت سفیان رحمہ اللہ اسی اسناد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے پہلی ہی بار ہاتھ اٹھائے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے، یعنی اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث نمبر ۲۳

دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اَنَّهُ زَاى النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاضَى بِهِمَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعْذِلْ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلٰوَتِهِ .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ جب حضور انور ﷺ نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے بلند کیے کہ کانوں کے مقابل ہو گئے۔ (اور) پھر دوبارہ نہ اٹھائے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۴

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اَنَّهُ قَالَ لَا تَرْفَعُ الْاَيْدِي فِى شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوَتِكَ بَعْدَ الْمَرَّةِ الْاُولٰى .

ترجمہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں کو نماز میں پہلی بار کے سوا کسی بھی مقام میں نہ اٹھاؤ۔

حدیث نمبر ۲۵

ابوداؤد نے براء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اَن رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى قَرِيْبٍ مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَفْعُوْذُ

ترجمہ

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک لے جاتے اور پھر (ہاتھ) نہ اٹھاتے۔

نوٹ: احادیث کی معتبر کتب کی روایت کردہ یہ ۲۵ احادیث کا خوبصورت گلدستہ رفع یدین نہ کرنے کے ثبوت میں ”جاء الحق حصہ دوم“ کے حوالہ سے پیش کیا گیا۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ بوقت رکوع رفع یدین نہ ہو۔ کیونکہ رفع یدین حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رحمہ اللہ کے عمل کے خلاف تو ہے ہی، عقل شرعی کے بھی خلاف ہے۔ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے۔ وہ تمام روایات منسوخ ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا۔ تو آپ نے اس کو منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّهُ شَيْءٌ ”فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تَرَكَهُ بے شک یہ ایسا عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا، پھر اسے چھوڑ دیا۔ لہذا وہ تمام روایات جو رفع یدین کے بارے میں ہیں، منسوخ ہیں یا ناقابل عمل ہیں۔ ان کو قابل عمل ماننے سے احادیث میں سخت تعارض آئیگا۔

اور یہ کہ نماز میں سکون و اطمینان چاہیے تو رفع یدین نہ کیا جائے۔ کیونکہ بلا ضرورت اور بار بار رفع یدین ایسی حرکت ہے کہ جو نماز میں خلل ڈالتی ہے۔ ان باتوں کو مد نظر رکھا جائے، تو عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کی احادیث پر عمل کیا جائے۔

اعتراضات و جوابات

اس باب میں زیادہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کرنے کی گنجائش نہیں، اس لئے غیر مقلدین کے چند مشہور اعتراضات اور پھر ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱

ابوداؤد، ترمذی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں رفع یدین کرنے کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ ثُمَّ يَكْبِرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ (ترجمہ) پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ اٹھاتے کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر اپنے سر اٹھاتے۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ ابو حمید ساعدی نے جماعت صحابہ ﷺ میں یہ حدیث بیان کی۔ جس میں بوقت رکوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اور صحابہ ﷺ نے اس کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ رفع یدین حضور اکرم ﷺ کا فعل ہے۔ لہذا ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

نوٹ: یہ اعتراض وہابیوں غیر مقلدوں کا چوٹی کا اعتراض ہے۔ اور بہت بڑی دلیل ہے اور اس پر انہیں بہت ناز ہے۔

جواب:

بحوالہ جاء الحق حصہ دوم اس کے چند جواب ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یہ کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے قابل عمل نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کی اسناد ابوداؤد وغیرہ میں اس طرح ہے۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهَذَا حَدِيثٌ

احمد قال حدثنا عبد الحميد يعني ابن جعفر اخبرني محمد ابن عمر ابن عطاء قال سمعت ابا حميد الساعدي۔ ہم سے یہ حدیث مسدد نے بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ نے حدیث سنائی۔ احمد نے کہا کہ ہمیں عبد الحمید ابن جعفر نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد ابن عمر ابن عطاء نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حمید ساعدی سے اس صحابہ کرام ﷺ کی جماعت میں سنا۔

ان راویان حدیث میں سے عبد الحمید ابن جعفر سخت مجروح اور ضعیف ہے (طحاوی)۔ دوسرے محمد ابن عمر ابن عطاء نے ابو حمید ساعدی سے ملاقات کی ہی نہیں اور یہ کہہ دیا کہ میں نے ان سے سنا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ ملاقات کے بغیر سننے کا دعویٰ کیسا؟ درمیان میں کوئی راوی چھوٹ گیا جو مہمل ہے (بحوالہ طحاوی)

۲۔ یہ کہ یہ حدیث وہابی غیر مقلد کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے۔ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكَبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔ پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے اور ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل لے جاتے۔ جیسا کہ نماز کے شروع میں اٹھاتے۔

میں ان وہابیوں سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے تھے اور ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یعنی رفع یدین کرتے تھے۔ مگر آپ لوگ دو رکعتوں کے بعد اٹھ کر رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

۳۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے جب یہ حدیث صحابہ کرام ﷺ کے مجمع میں سنائی۔ تو صحابہ کرام ﷺ نے فرمایا جو کہ ابوداؤد میں ہے۔ قَالُوا فَلَمَّا قَوْلَ اللَّهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرَنَالَهُ تَبَعَةً وَأَقْدَبْنَا لَهُ صُخْبَةً قَالَ بَلَى۔ صحابہ کرام ﷺ نے فرمایا کہ تم ہم سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کی نماز سے کیسے واقف ہو گئے۔ جبکہ نہ تو تم ہم سے زیادہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہو، اور نہ ہی ہم سے پہلے صحابی بنے ہو۔ تو ابو حمید ساعدی بولے کہ

بے شک ہے تو ایسا ہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو حمید ساعدی نہ تو صحابہ کرام ؓ میں زیادہ فقیہ اور عالم ہیں، اور نہ ہی انہیں حضور ﷺ کی صحبت زیادہ میسر ہوئی ہے۔ ان کے بالمقابل سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بہت بڑے فقیہ عالم صحابی ہیں۔ اور سایہ کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ جب وہ رفع یدین کے خلاف روایت کرتے ہیں، تو یقیناً ان کی روایت ابو حمید ساعدی کی روایت کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے (جیسا کہ تعارض احادیث کا حکم ہے)۔ لہذا وہابیوں کی پیش کردہ حدیث بالکل ناقابل عمل ہے۔

۴۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی نے یہ نہیں بتایا کہ حضور ﷺ نے آخر حیات مبارکہ میں بھی رفع یدین فرمایا کہ نہیں اور پھر کب تک رفع یدین فرمایا۔ لہذا یہ حدیث 'اُن احادیث سے' کہ جن میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے، منسوخ ہے۔ اور جن حدیثوں میں رفع یدین کا ذکر ہے، ان کا مطلب ہے کہ ایک زمانہ میں حضور ﷺ ایسا کرتے تھے مگر اب وہ احادیث 'الائق عمل نہیں ہیں۔

۵۔ یہ کہ وہابیوں کی پیش کردہ یہ روایت 'قیاس شرعی کے خلاف بھی ہے، لہذا واجب الترمک ہے۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کی روایت 'قیاس شرعی کے مطابق ہے، لہذا واجب العمل ہے۔ کیونکہ احادیث میں جب تعارض ہو، تو قیاس شرعی کو ترجیح ہوتی ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ منجملہ یہ کہ ایک حدیث میں آیا ہے 'الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّنَهُ السَّارِ آگ کی چکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا واجب ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور وضو کئے بغیر نماز پڑھی۔ یہاں دونوں حدیثوں میں تعارض آگیا تو پہلے حدیث چھوڑ دی گئی اور دوسری حدیث پر عمل ہوا۔ کیونکہ پہلی حدیث قیاس کے خلاف ہے اور دوسری حدیث قیاس کے مطابق۔ کہ دن رات ہم گرم پانی سے ہی وضو کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ عام صحابہ کرام ؓ کا عمل ابو حمید ساعدی کی روایت کے خلاف

رہا۔ صحابہ کرام ؓ کی ایک بڑی جماعت رفع یدین نہ کرنے پر عمل کرتی رہی۔ ان میں سے حضرت علقمہ ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ، حضرت وائل ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ، حضرت اسود ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت سفیان ؓ، جیسے جلی القدر صحابہ نے ممانعت رفع یدین پر احادیث بیان فرمائیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ کثیر صحابہ کرام ؓ کی نظر میں رفع یدین والی حدیث منسوخ ہے۔

۷۔ یہ کہ ابو حمید ساعدی کی اس روایت میں 'عبدالحمید ابن جعفر اور محمد ابن عمر وابن عطاء ایسے غیر معتبر راوی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ امام ماروی نے جو ہر ترقی میں فرمایا کہ عبدالحمید منکر الحدیث ہیں۔ یہ امام ماروی وہ ہیں کہ جنہیں یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں۔ 'هُوَ اَسَامُ النَّاسِ فِي هَذَا النَّبَابِ۔ حدیث کے فن میں وہ لوگوں کے امام ہیں۔ اور دوسرا محمد ابن عمر وایسا جھوٹا راوی ہے کہ اس کی ملاقات ابو حمید ساعدی سے ہرگز ہوئی ہی نہیں۔ مگر کہتا ہے کہ سمعت میں نے ان سے سنا۔ ایسے جھوٹے آدمی کی روایت موضوع یا کم از کم مدلس ہے۔

نیز اس حدیث میں سخت اضطراب ہے۔ اسناد بھی مضطرب ہیں، اور متن بھی مضطرب ہے۔ چنانچہ ابن خالد نے جب یہ روایت کی، تو محمد ابن عمرو اور ابو حمید ساعدی کے درمیان ایک مجہول الحال راوی بیان کیا۔ لہذا یہ حدیث مجہول بھی ہے غرضیکہ اس حدیث میں بہت سے خرابیاں ہیں۔

یہ حدیث منکر بھی ہے۔ مضطرب بھی ہے۔ مدلس بھی ہے۔ موضوع بھی ہے۔ مجہول بھی ہے۔ (دیکھو یہی مقام 'حاشیہ ابوداؤد) ایسی روایت نام لینے کے بھی قابل نہیں۔ چہ جائیکہ اس سے دلیل پکڑی جائے۔

۸۔ یہ کہ امام بخاری نے بھی ابو حمید ساعدی کی روایت لی ہے۔ مگر نہ تو اس میں ایسے راوی ہیں، اور نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الصلوٰۃ) اگر ان کی روایت کا ذکر درست ہوتا، تو امام بخاری ہرگز نہ چھوڑتے۔

خفی بھائیو!

رفع یدین غیر مقلد وہابیوں کی چوٹی کا مسئلہ ہے۔ اور یہ حدیث (جس کے راوی ابو حمید ساعدی ہیں) ان کی مایہ ناز دلیل ہے۔ جو وہابیوں کے بچے بچے کو حفظ ہوتی ہے۔ عام خفی لوگ ان کی چرب زبانی سے خیال کرتے ہیں کہ ان کے دلائل بڑے مضبوط ہیں۔ الحمد للہ ان کی اس دلیل کے پرچے اڑ گئے۔ اب وہابیوں کو اپنی چرب زبانی سے باز آنا چاہیے۔

اعتراض نمبر ۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُخَافَيَ بِهِمَا مَنُكَبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلدُّعَاءِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ۔ بیشک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ (اسی طرح) جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور پھر رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ حدیث مسلم و بخاری کی نہایت صحیح الاسناد ہے۔ جس سے رفع یدین ثابت ہوا۔

جواب:

اس حدیث میں یہ تو ذکر ہوا ہے کہ حضور اقدس ﷺ رفع یدین کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر نہیں کہ کب تک کیا تھا۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین اسلام میں پہلے تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا چنانچہ اس حدیث میں اسی منسوخ فعل شریف کا ذکر ہے۔ اس کی ناخ وہ احادیث ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ (جاء الحق حصہ دوم)

اس کے علاوہ بھی اعتراضات ہیں یہاں سب اعتراضات اور ان کے جوابات نقل کرنے کی گنجائش نہیں۔ وہابیوں کے سب اعتراضات مکڑی کے جالے کی مانند کمزور ہیں۔ مذہب خفی تو یہ ہے اور اس کے دلائل مضبوط سے مضبوط تر ہیں۔

رفع یدین کے اس موضوع کو ہم مسلم شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۸ کی اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔

حدیث:

عن جابر بن سمرہ قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالي اراكم راغبي ابيدلكم كذاها الذناب خيل نفس اكلتوا في الصلوة۔

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف آئے تو ارشاد فرمایا میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے کیوں دیکھتا ہوں؟ نماز سکون سے پڑھا کرو۔

تشبیہ

غیر مقلد وہابیو!

اس سے بڑھ کر اور جھڑکی کی کیا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے کو گھوڑوں کی دموں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

مسئلہ 7

”وتر واجب ہے۔ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ اور اس کی قضا لازم

ہے۔“

ملک غیر مقلد و باہیوں کے نزدیک وتر واجب نہیں۔ بلکہ سنت غیر مؤکدہ، یعنی نفل ہے۔ چنانچہ وتر واجب ہونے کے ثبوت میں اجادیت رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۱۱

ابوداؤد، نسائی، اور ابن ماجہ نے حضرت ابوالیوب انصاری ؓ سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر حق "على كل مسلم."

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم ہیں۔

حدیث نمبر ۳

بزار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ الوتر واجب "على كل مسلم."

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر واجب ہیں۔

حدیث نمبر ۶۳۵

ابوداؤد حاکم نے حضرت بریدہ ؓ سے روایت کی۔

قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حق "فمن لم يوتر فليس منا"

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وتر لازم ہیں جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث نمبر ۷

عبداللہ بن احمد نے عبدالرحمن ابن رافع تنوفی سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل ؓ جب شام میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ شامی لوگ وتر میں سستی کرتی ہیں، تو آپ نے حضرت امیر معاویہ ؓ سے اس بات کی شکایت کی اور پوچھا کہ شام کے لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے؟

فقال معاوية اواجب "ذاك عليهم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول زادني رب عروجل صلوة" هي الوتر فيما بين العشاء الى طلوع الفجر.

ترجمہ

تو حضرت معاویہ ؓ نے پوچھا۔ کیا وتر واجب ہیں؟ معاذ بن جبل نے کہا ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب عزوجل نے عشاء اور فجر کے درمیان ایک نماز دی ہے، جو کہ وتر ہے۔

حدیث نمبر ۸

ترمذی میں حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے۔

قال رسول الله ﷺ من نام عن وتره فليصل اذا اضيق.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو وتر چھوڑ کر سو جائے، وہ صبح کے وقت اس کی قضا کرے۔

حدیث نمبر ۱۴۲۹

ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابوالیوب

انصاری رحمہ اللہ سے روایت کی۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شرط شیخین پر۔
قال قال رسول الله ﷺ: "يُؤْتَرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ."

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ---- حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم (واجب) ہے۔

یہ ۱۴ احادیث کا حسین گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ وتر کے واجب ہونے کے ثبوت میں احادیث اس سے زیادہ ہیں۔

خلاصہ کلام

۔۔۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ وتر کی نماز نفل نہیں واجب ہے۔ بلکہ وتر کی قضا بھی واجب ہے۔ کیونکہ سرگاردو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے وتر رات کو رہ جائیں، تو وہ صبح اس کی قضا کرے۔ اور قضا تو صرف فرض و واجب کی ہوتی ہے نفل کی نہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

XX

مسئلہ 8

”وتر کی تین رکعت ہیں۔ تین سے کم، یعنی ایک نہیں۔ اور تین سے زیادہ، یعنی پانچ بھی نہیں۔“

مگر غیر مقلد و بابی وتر کی ایک رکعت مانتے ہیں، اور ایک ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ وتر کی تین رکعت ہونے کے ثبوت میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا حسین گلدستہ پیش خدمت ہے۔

”مگر قبول اقتداز ہے عز و شرف“

حدیث نمبر ۳۳۱

نسائی شریف، طحاوی، طبرانی نے صغیر میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
قالت كان رسول الله ﷺ يُؤْتَرُ بِثَلَاثٍ لَا يَسْلُمُ إِلَّا هُنَّ آخِرُهُنَّ.

ترجمہ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، سلام نہیں کہتے تھے مگر آخر میں۔

حدیث نمبر ۶۲۵

دارقطنی اور تہمتی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال رسول الله ﷺ: "وَتَرُ اللَّيْلُ كَوَتَرُ النَّهَارِ صَلَوةُ الْمَغْرِبِ."

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رات کے وتر تین ہیں۔ جیسے دن کے وتر یعنی نماز مغرب (تین ہیں)۔

حدیث نمبر ۷

طحاوی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ.

ترجمہ

بے شک نبی کریم ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

نسائی شریف نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہ ایک رات میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ رات کو بیدار ہوئے۔

مسواک کی وضو کیا، اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ اِنْ فِى خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الخ۔ پھر نفل کی دو رکعتیں پڑھیں۔

فَنَامَ حَتّٰى سَمِعْتَ نَفْخَةَ ثَمَّ فَنَامَ فَنَتَوَضَّأُ اسْتَثَاكَ ثَمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثَمَّ فَنَامَ فَنَتَوَضَّأُ اسْتَثَاكَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَاقْتَرَبْتُ ثَلَاثَ

ترجمہ

پھر حضور اقدس ﷺ سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر اٹھے اور مسواک کی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اٹھے اور مع مسواک کے وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۳۲۹

ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ اور ابن شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِى الْوُتْرِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ هُنِ رَكْعَةٌ هُنِ رَكْعَةٌ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر کی ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ (یعنی) سَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔

حدیث نمبر ۱۸۵۱۳

ترمذی شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور امام احمد بن حنبل نے حضرت عبدالعزیز بن جریج عبدالرحمن ابن ابزی سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بَاىَ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِى الْاَوَّلٰى بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ فِى الثَّانِيَةِ قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَ فِى الثَّلَاثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمَعْوَدَتَيْنِ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ وتر میں کیا پڑھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" دوسری میں "قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" تیسری میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور "مَعْوَدَتَيْنِ" (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹

نسائی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِى الْوُتْرِ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ فِى الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَ فِى الثَّلَاثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يَسْلُمُ الْاٰخِرُ هُنِ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" پڑھتے۔ دوسری میں "قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" پڑھتے۔ تیسری میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے۔ اور سلام ان تین رکعتوں کے آخر میں کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰

ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن ؑ سے روایت کی۔

قَالَ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْوُثْرِ ثَلَاثٌ لَا يَسْلَمُ إِلَّا آخِرُهَا.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔ اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ نہ سلام پھیرے مگر آخر میں۔

حدیث نمبر ۲۱

طحاوی شریف نے حضرت ابو خالد سے روایت کی۔

قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُثْرِ فَقَالَ عَلِمْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْوُثْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هَذَا وَثَرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَثَرُ النَّهَارِ.

ترجمہ

فرماتے ہیں۔۔۔ میں نے ابو العالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔۔۔ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ سے یہی جانا کہ بے شک وتر نماز مغرب کی مثل ہیں۔ یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (یعنی مغرب کے فرض) دن کے وتر ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْبَيْتِثَرَاءِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً.

(اس حدیث کو علامہ ذہبی نے نصب الراية ج ۲ ص ۱۲۰ میں اور حافظ ابن حجر نے درایہ ج ۱ ص ۱۱۴ میں اور علامہ بیہقی نے عمدة القاری ج ۲ ص ۴۰ میں بیان کیا)

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دُعا بدیدہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یعنی اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھے۔

حدیث نمبر ۲۳

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْبَيْتِثَرَاءِ.

(شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ فیصل الاوطار۔ مکتبہ الکلیات الازہریہ)

محمد بن کعب قرظی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دُعا کئی (ایک رکعت) نماز سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۲۴

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ.

(امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ نے مؤطا امام محمد ص ۱۳۶ مطبوعہ نور محمد ص ۱۳۶ المصالح کراچی)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

حدیث نمبر ۲۵

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ بَلَغَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا يُؤْتِرُ رُكْعَةً فَقَالَ مَا اجْزَأَتْ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ.

ترجمہ

حضرت ابراہیم بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد ایک رکعت پڑھتے ہیں تو ابن مسعود نے سخت لہجہ میں ارشاد فرمایا۔ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

علامہ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے رفیق سفر اور خادم خصوصی

تھے۔ سرکار ﷺ جب اپنے نعلین شریف (جو تے مبارک) اتارتے تو انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے حوالے کر دیتے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے نعلین شریف کی حفاظت اس طریقے سے فرماتے کہ انہیں اپنی آستین میں لپیٹ کر اپنے

بٹنے سے لگا لیتے۔ اور اپنے دل کو تسکین دیتے۔ اس طرح غلین شریف کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نفل پاک حضور ﷺ
تو ہم کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ایسے رفیق سفر اور خادم خصوصی کہ جنہوں نے اکثر نمازیں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھیں۔ تو جب وہ فرما رہے ہیں کہ مَا أَجْرُائِ رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ قَطُّ میں وتر کی ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

اس کے باوجود وہابی المحدث کو سمجھ نہ آئی۔

حدیث نمبر ۲۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَرَكْعَتِي الْفَجْرِ. (رواه مسلم)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت سنت سمیت تیراں رکعت پڑھتے تھے۔ یعنی

۸ رکعت نماز تہجد۔ ۳ رکعت وتر۔ اس کے بعد ۲ رکعت صبح کی سنت۔

حدیث نمبر ۲۷

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُنِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً فَصَلَّى أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنَتَيْنِ وَطَوَّلَهُنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا وَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنَتَيْنِ وَطَوَّلَهُنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَكُلَّتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَانَا قَبْلَ أَنْ تَوُصِّرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي (رواه مسلم)

(اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع الطبعة الثانیہ کراچی میں روایت فرمایا۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد..... میں بیان کیا۔ اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی بیان کیا۔ بحوالہ سنن نسائی ج ۱ ص ۷۵ مطبوعہ نور محمد.....)

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے..... انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ ۱۱ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ پس (پہلے) ۳ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے حسن اور طول کی بات مت پوچھو۔ پھر ۴ رکعت نفل پڑھتے۔ (اس طرح کہ) اس کے حسن اور طول کی بات مت پوچھو۔ اس کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ تو جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ امیری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

حدیث نمبر ۲۸

عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ يَوُصِّرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ الْفَجْرِ.

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور انور ﷺ (سحری) کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور ۱۳ رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی پہلے) ۸ رکعت (تہجد) پڑھتے۔ پھر (۳ رکعت) وتر پڑھتے۔ اور پھر ۲ رکعت (سنت) پڑھتے۔

حدیث نمبر ۲۹

عَنْ يَحْيَى بْنِ ابْنِ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ سَالًا عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا تِسْعَ
رَكَعَاتٍ فَإِنَّمَا يُؤْتَرُ مِنْهُنَّ. (رواه مسلم)

ترجمہ

یحییٰ ابن کثیر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی
کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی سحری کی نماز کے بارے
میں پوچھا تو انہوں نے مذکورہ حدیثوں کے علاوہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت
۹ رکعت پڑھیں۔ یعنی کم از کم ۶ رکعت تہجد اور ۳ رکعت وتر۔

حدیث نمبر ۳۰

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكَعَتِي
الْوُتْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السَّنَنِ الْكَبِيرَةِ
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ وتر کی
(دو) رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔ بلکہ تین مکمل کر کے سلام
پھیرتے تھے۔

(جاء الحق حصہ دوم)

وتر کی ۳ رکعت پر ائمہ دین کے اقوال زریں

قول اول

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا

فِي الْخُرَيْجِ - (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ
وتر تین رکعت ہیں اور اس کی صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔
(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۰ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۴ مطبوعہ دارۃ القرآن)

قول ثانی

عَنْ شَابِيتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ أَوْفَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي الْخُرَيْجِ -
(ترجمہ) ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے تین رکعت نماز وتر پڑھی۔ آخر
میں سلام پھیرا۔
(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۰ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۴ مطبوعہ دارۃ القرآن)

قول ثالث

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
مَسْعُودٍ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكَعَتِي الْوُتْرِ - (ترجمہ) ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ وتر کی دو
رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔
(بحوالہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۰ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۵ مطبوعہ دارۃ القرآن)

قول رابع

عَنْ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ يُؤَفِّرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا
فِي الثَّلَاثَةِ بِشَرْطِ الْمَغْرِبِ - (ترجمہ) حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن
کعب رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی طرح تین رکعات کے بعد
سلام پھیرتے تھے۔

(بحوالہ حافظ عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ المصنف ج ۳ ص ۲۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة

قول خامس

علامہ نحسی حنفی کہتے ہیں۔ اِنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ رَّكَعَاتٌ لَا يُسَلَّمُ اِلَّا فِي الْاٰخِرِ مِنْ عِنْدِنَا۔ وَلَنَا حَدِيثٌ عَنْ عَبْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَمَا رَوَيْنَا فِي صِفَةِ قِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَعَسَّكَ اَنَّهُ اِنَّ مَسْعُودَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهَا لَتَرَا قُبُ وَتَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ اَنَّهُ اَوْتَرُ ثَلَاثَ رَّكَعَاتٍ قَرَأَ فِي الْاَوَّلَى سُبْحَ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ بِاَلَيْهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقَنْتَ قَبْلَ الْرُّكُوعِ وَهَكَذَا ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَنِينَ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ يَرَا قُبُ وَتَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔
وَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَعْدًا يُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ فَقَالَ مَا هَذَا النِّيْبِرَاءُ۔ وَاِنَّمَا قَالَ ذَلِكَ لِاَنَّ الْوُتْرَ اِسْتَهْرَأَ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النِّيْبِرَاءِ وَقَالَ اِنَّ مَسْعُودَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ مَا الْخِزَاءُ رُكْعَةً وَاحِدَةً قَطُّ۔ وَلَا تَهْ لَوْ جَاَزَ الْاِنْتِقَاءُ بِرُكْعَةٍ فِي شَيْءٍ مِنْ الصَّلَوَاتِ لَدَخَلَ فِي الْفَخْرِ قُضْرٌ بِسَبَبِ السُّفْرِ۔

(ترجمہ) "وتر کی تین رکعات ہیں۔ جس میں ہمارے نزدیک صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔ ہماری دلیل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے۔ جس کو ہم قیام رسول اللہ ﷺ کی صفت میں (پہلے) بیان کر چکے ہیں۔ (اُس میں یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ ۸ رکعات پڑھنے کے بعد ۳ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے وتر کا مشاہدہ کریں۔ تو انہوں نے آ کر بتایا کہ حضور ﷺ نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں "سُبْحَ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلَى" پڑھی۔ دوسری رکعت میں "قُلْ بِاَلَيْهَا الْكَافِرُونَ" پڑھی۔ تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھی۔ اور رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (جو حضور ﷺ کے سگے چچا کے بیٹے ہیں) نے ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت ميمونہ رضی اللہ

عالمی عنہا کے گھر محض رسول اللہ ﷺ کے وتر کے مشاہدے کیلئے رات گزار دی.....

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا کہ یہ تم کیسی ذمہ کنی نماز پڑھتے ہو۔ دو گانہ پڑھو (یعنی اس ایک کے ساتھ دو اور ملاؤ۔ اس طرح تین رکعات پڑھو)۔ ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس لئے کہی تھی۔ کیونکہ وتر کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ حضور اقدس ﷺ نے ذمہ بدیدہ (ذمہ کنی، یعنی ایک رکعت وتر) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قسم بخدا میں ایک رکعت نماز کو ہرگز کافی نہیں جانتا۔ اور اسی لئے بھی (وتر کی ایک رکعت جائز نہیں) کہ اگر ایک رکعت نماز شروع ہوتی تو سفر کی وجہ سے فجر کی نماز کو قصر کر کے ایک رکعت نماز کی اجازت ہوتی۔
وتر کی تین رکعتوں کے ثبوت میں بہت سی احادیث اور اقوال ائمہ دین علیہم الرحمۃ موجود ہیں۔ مگر ۳۰ احادیث اور ۵ اقوال کا یہ حسین و جمیل گلدستہ بطور نمونہ پیش کیا گیا۔

خلاصہ کلام

ان پیش کردہ احادیث اور اقوال ائمہ دین سے یہ واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وتر کی تین رکعات پڑھنے پر عمل رہا۔ اور اسی پر سب مسلمان متفق رہے۔

عقلی تقاضہ

عقلی تقاضہ بھی یہی ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہوں۔ کیونکہ اگر وتر ایک رکعت ہوتی، تو چاہیے تھا کہ کوئی فرض نماز بھی ایک رکعت ہوتی۔ حالانکہ کوئی نماز ایک رکعت نہیں۔ فرض تو فرض رہے کوئی نفل اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ بھی ایک رکعت نہیں۔ فرض نماز دو رکعت ہے جیسے نماز فجر۔ یا چار رکعت ہے جیسے نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء۔ یا تین رکعت ہے جیسے

نماز مغرب۔ اسی طرح اگر ایک رکعت ممکن ہوتی تو لازمی طور پر سفر کی وجہ سے نماز فجر کی قصر ایک رکعت پڑھی جاتی۔ چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ نماز کا ایک رکعت ہونا نہ صرف اسلامی قانون کے خلاف ہے، بلکہ بعید از عقل بھی ہے۔ ایک رکعت نماز وتر تکمیل ہے..... ناقص ہے اور..... سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور اجماع امت سب کے خلاف ہے۔

چیلنج

گذشتہ احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "قل یا ایہا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو اللہ احد" پڑھا کرتے تھے۔ ان تمام روایات میں مسلسل تین رکعتوں کا اور ہر رکعت میں علیحدہ علیحدہ سورۃ کے پڑھے جانے کا ذکر ہے۔

غیر مقلد وہابی یہ بتائیں کہ

اگر نماز وتر ایک رکعت ہوتی۔ تو حضور اکرم ﷺ یہ سورتیں کیسے پڑھتے تھے؟

﴿ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین﴾

❧

مسئلہ 9

”نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد، رکوع سے پہلے دعائے

قنوت ہمیشہ پڑھنا سنت ہے۔ جبکہ اس کے خلاف کرنا سخت برا ہے۔“

مگر غیر مقلد وہابی ہمیشہ (یعنی ہر روز، تمام سال) دعائے قنوت پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ صرف ماہ رمضان کی آخری پندرہ تاریخوں میں پڑھنا درست سمجھتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔

دعائے قنوت نماز وتر کی آخری رکعت میں، قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تمام سال پڑھنے کے ثبوت میں احادیث نبوی ﷺ کا خوبصورت گلدستہ پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۱

دارقطنی اور بیہقی نے حضرت سوید ابن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال سمعت ابا بکر و عمرو عثمان و علیاً رضی اللہ عنہم یقولون قنوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر الوتر و کانوا یفعلون ذالک۔

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ سب حضرات فرماتے تھے۔ کہ حضور ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی عمل کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۳

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِيْ آخِرِ وُتْرِهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ الْخ.

ترجمہ

بیشک رسول اللہ رحمہ اللہ اپنی وتر کی آخری رکعت میں یہ دعا اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ آخر تک پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۷

عَنْ اَبِیْ اِبْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُوتِرُ بِثَلَاثِ رُكْعَاتٍ كَانَ یَقْرَأُ فِیْ الْاَوَّلِیِّ بِسْمِیْ اِسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ بِقُلْ یٰ اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِی الثَّلَاثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَیَقْنَتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

(بحوالہ سنن نسائی ج ۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رحمہ اللہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جس کی پہلی رکعت میں سج اسم ربک الاعلیٰ دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

نوٹ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم رحمہ اللہ نماز وتر کی تیسری رکعت کی قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

عَنْ اَبِیْ اِبْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِی الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

(سنن ابوداؤد ج ۲ مطبوعہ مکتبہ النور الطبعہ الثانیہ ۱۳۰۵ھ)

ترجمہ

حضرت ابی ابن کعب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور انور رحمہ اللہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَقْنَتُ فِی الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

(بحوالہ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رحمہ اللہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰

امام محمد نے آثار میں اور حافظ ابن خسر و محدث نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے، انہوں نے حضرت حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کی۔

اِنَّہُ كَانَ یَقْنَتُ السَّنَةَ کُلَّهَا فِی الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

ترجمہ

بیشک آپ رحمہ اللہ نماز وتر میں رکوع سے پہلے تمام سال دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ: ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت

۱۔ نماز وتر کی آخری (یعنی تیسری رکعت) میں،

۲۔ قرأت کے بعد،

- ۳۔ رکوع سے پہلے، اور
۴۔ سارا سال پڑھنی چاہیے۔

دعائے قنوت نماز وتر میں رکوع سے پہلے اور سارا سال پڑھنے کے ثبوت میں

اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہ دین

قول اول

قُرَئِ عِنْدَ اللَّهِ اِنَّ مَسْغُوْدَ الْقَنُوْتِ فِي الْوُتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَاخْتَارَ الْقَنُوْتِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ - (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تمام سال قنوت کو شروع قرار دیتے تھے اور ان کا مسلک تھا کہ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ لی جائے۔
(بحوالہ جامع ترمذی ص ۹۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

قول ثانی

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَنَتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ - (ترجمہ) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ پیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز وتر میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔
(بحوالہ المعنی ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن ۱۴۰۶ھ)

قول ثالث

عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَسْغُوْدٍ وَأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنَتُونَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ - (ترجمہ) علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ (حوالہ سابقہ)

خلاصہ کلام

ان تمام احادیث اور اقوال صحابہ کرامؓ میں یہ کہ..... حضور اقدسؐ اور ان کے صحابہؓ نے صرف آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور آخری نصف رمضان کے سوا باقی تمام سال دعائے قنوت نہیں پڑھی..... کہیں بھی مذکور نہیں۔ بلکہ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے صراحۃً منقول اور ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالمؐ اور ان کے صحابہؓ سارا سال نماز وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾



مسئلہ 10

”وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں بالخصوص نماز فجر میں قنوت پڑھنا سخت منع ہے۔“
مگر غیر مقلد و ہابی (جو کہ) وتر میں تو (ماہ رمضان کی آخری پندرہ تاریخوں کے سوا) دعائے قنوت نہیں پڑھتے۔ البتہ نماز فجر کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت ہمیشہ پڑھتے ہیں جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ دعائے قنوت فجر کی دوسری رکعت میں چند روز پڑھی۔ اس کے بعد ترک فرمادی۔ اور پھر کبھی نہ پڑھی۔

چنانچہ اس باب میں نماز فجر کی دوسری رکعت میں دعائے قنوت کے منسوخ ہونے کے بارے میں گلدستہ احادیث پیش خدمت ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۱

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

أَمَّا قُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ أَهْلًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ سَبْعُونَ رَجُلًا فَأَصْبَحُوا فَقُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يُدْعَوُ عَلَيْهِمْ (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے قنوت صرف ایک ماہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے ستر صحابہ کو جو قارئ قرآن تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجا وہ شبید کر دیئے گئے۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کفار پر بددعا فرماتے ہوئے قنوت پڑھی۔

نوٹ: ایک ماہ کی قید سے معلوم ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فعل شریف ہمیشہ کیلئے نہ تھا۔ بلکہ عذر کی وجہ سے صرف ایک ماہ رہا۔ اس کے بعد منسوخ ہو گیا۔

حدیث نمبر ۳

طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
قَالَ قُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يُدْعَوُ عَلَى رِغْلٍ وَذُكْوَانٍ فَلَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ تَرَكَ الْقُنُوتَ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے صرف ایک ماہ دعائے قنوت پڑھی (اور عرب کے بعض قبیلوں) رِغْل اور ذُكْوَان (وغیرہ) پر بددعا فرمائی۔ جب حضور ﷺ غالب آ گئے تو۔ تَرَكَ الْقُنُوتَ۔ یعنی قنوت چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۵۳۴

ابوداؤد نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُنْتُ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ.

ترجمہ

یقیناً حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۸۳۶

امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے حضرت ابوماک الشجعی سے روایت کی۔
قَالَ قُنْتُ لَابِسَ يَابِتِ أَتُكْ قَدْ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابِسَ بَكْرٍ وَعَمْرٍو وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ هَهُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْنَا مِنْ خَمْسِ سَنِينَ كَانُوا يَقْنُتُونَ قَالَ يَابِسُ هَذَا مُحَدَّثٌ.

ترجمہ

حضرت ابوماک الشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔ اباجی! آپ نے حضور اقدس ﷺ اور حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں۔ کیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا یہ بدعت ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ قنوت نماز فجر میں سنت کے بالکل خلاف ہے۔ اور بدعت
سنید ہے۔ (جاء الحق ج ۲ ص ۸۷)

حدیث نمبر ۱۰ تا ۱۹

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِهِ اللَّهُمَّ اِنِّیْ فَلَانًا وَفَلَانًا لَا حَیْهَ مِنْ الْعَرَبِ
حَتَّى اَنْزَلَ اللَّهُ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

ترجمہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض نمازوں میں فرمایا کرتے تھے کہ خدایا فلاں فلاں عرب
کے بعض قبیلوں پر لعنت کر۔ یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَیْسَ لَكَ مِنْ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

نوٹ: اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

- ۱۔ دعائے قنوت فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے۔
- ۲۔ حدیث قرآن پاک سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ کہ اگر نماز فجر میں دعائے
قنوت پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، تو اس کا نسخ قرآن پاک سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

ابو محمد بخاری رحمہ اللہ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے انہوں نے عطیہ عوفی سے
انہوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَفْتَنُ إِلَّا أَنْبِيَاءَ يَوْمًا يَدْعُو عَلَى
عَصِيَّةٍ وَذُكُوانِ ثُمَّ لَمْ يَفْتَنُ إِلَّا أَنْبِيَاءَ۔

ترجمہ

انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن
کے سوا قنوت نہیں پڑھی۔ ان چالیس دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عرب کے بعض

قبیلوں) عصیہ اور ذکوان (وغیرہ) پر بددعا فرمائی تھی۔ پھر وفات تک کبھی بھی آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز فجر میں) قنوت نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حافظہ ظہیر بن محدث نے اپنی مشد میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی۔

عَنِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ عَنِ ابْنِ عِيَّاشٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمْ يَفْتَنُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ الْأَشْهُرَ وَاحِدًا لِأَنَّهُ حَازِبُ الْمُشْرِكِينَ
فَفَقَنْتُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ

امام اعظم رحمہ اللہ نے ابن عیاش سے روایت کیا۔ وہ ابراہیم نخعی سے۔ اور ابراہیم
نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں کبھی قنوت نہیں پڑھی۔ سوائے
ایک مہینہ کے۔

واقعة بیر معونہ

غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر کے مہینہ ۳ھ میں ابو براء جو قبیلہ کلاب کا رئیس
تھا۔ مدینہ طیبہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ
اپنے صحابہ کی ایک جماعت اہل نجد کی طرف روانہ کریں جو انہیں اسلام قبول کرنے کی
دعوت دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُنْیَ الْاُخْمَیْسِ عَلَیْہِمُ اَھْلُ النَّجْدِ مجھے اندیشہ
ہے کہ اہل نجد ان کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے صحابہ کو اپنی پناہ
دیتا ہوں۔ کسی کی مجال نہیں کہ انہیں کوئی نقصان پہنچائے۔ چنانچہ پیغام حق پہنچانے کیلئے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ستر افراد ابو براء کے ساتھ کر دیے۔ یہ
لوگ نہایت مقدس، درویش اور قاری قرآن تھے۔ ان میں سے اکثر اصحابِ حقہ رضی اللہ عنہم

میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ دن بھر کڑیاں چبھتے، شام کو فروخت کر کے کچھ اصحاب صفہؓ کی نذر کرتے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کا یہ گروہؓ اہل نجد کے تاریک دلوں کو نور و توحید سے منور کرنے کی نیت کر کے ابو براء کی معیت میں روانہ ہوا۔ آخر یہ قافلہ معونہ نامی کنوئیں کے پاس جا کر اترے۔ یہ کنواں بنی عامر قبیلہ کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرہ کے درمیان واقع ہے۔ (حرہ سے مراد پتھر پہلے میدان ہے کہ جہاں سیاہ پتھروں کے چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے ہوتے ہیں)۔ یہاں فروکش ہو کر انہوں نے حضرت حرام بن ملحانؓ کو اس قبیلہ (بنی عامر) کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا تا کہ سرکارِ دو عالمؐ کا مکتوب گرامی اسے پہنچائیں۔ اس بد بخت نے آپؐ کے مکتوب کو پڑھنا بھی گوارہ نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے چپکے سے آکر پشت کی طرف سے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا نیزہ گھونپ دیا، جو ان کی چھاتی چھیدتا ہوا باہر نکل آیا۔ تو حضرت حرام بن ملحانؓ کی زبان سے میساختہ یہ جملہ نکلا۔ اللہ اکبر! فُزْتُ وَزَبْتُ الْكُفْرَ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ کعبہ کی رب کی قسم! میں نے اپنی زندگی کی بازی جیت لی۔ (سبحان اللہ کس قدر پختہ ایمان ہے)۔ یہ حضرت حرام بن ملحانؓ حضرت انسؓ کے ماموں تھے۔ آپؐ کو شہید کرنے کے بعد عامر بن طفیل نے اس پاس کے جو قبائل تھے (یعنی غصیہ، رغل اور ذکوان) سب کی طرف آدمی دوڑا دیے کہ تیار ہو کر آجائیں۔ ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ مسلح ہو کر مٹی بھر مسلمانوں پر بلہ بول دیا۔ مسلمان اطمینان سے اپنے خیموں میں مجھ گفتگو تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں کے لوگ ان کے ساتھ ایسی غداری کریں گے۔ چنانچہ جب ان قبائل کو ننگی تلواریں لہراتے، نیزے اتارنے اپنی آتے ہوئے دیکھا، تو مسلمانوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور ان کے ساتھ مقابلے کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن اس سینکڑوں حملہ آوروں نے ان مبلغینؓ میں سے کسی کو معاف نہ کیا۔

سب کو شہید کر دیا۔

سرکارِ دو عالم کو جب اس المناک سانحہ کی اطلاع ملی، تو حضور کو انتہائی دکھ ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رغل، ذکوان اور غصیہ قبائل کے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول مقبول کی نافرمانی کی، کیلئے بد دعا فرماتے ہوئے قنوت پڑھی۔ اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لیس لک من الامر شیء۔ تو آپؐ نے نماز فجر میں قنوت موقوف فرمادی۔

امام طحاوی کی تحقیق

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار کے صفحہ ۱۴۲ سے صفحہ ۱۴۹ تک آٹھ صفحات میں نماز فجر میں دعائے قنوت پر بحث کی۔ اور حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کی سند کے ساتھ صحیح روایت سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی۔ پھر جب لیس لک من الامر شیء۔ (سورۃ آل عمران پارہ ۴) نازل ہوئی تو آپؐ نے قنوت پڑھنی ترک فرمادی۔ اس کے بعد پھر کبھی کسی (فرض) نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔

(بحوالہ امام جعفر طحاوی متون ۳۲۱ھ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۴۹ مطبوعہ مطبعہ نجف پاکستان لاہور)

خلاصہ کلام

تمام فقہاء کا..... حالت جنگ ہو یا غیر حالت جنگ ہو وتر میں قنوت پڑھنے پر..... اتفاق ہے۔ جبکہ وتر کے غیر میں (یعنی نماز وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں) محض حالت جنگ میں حضورؐ سے قنوت ثابت ہے۔ اور وہ بھی آیت کریمہ لیس لک من الامر شیء۔ نازل ہونے کے بعد ترک فرمادی۔ اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی قنوت کا پڑھا جانا ثابت نہیں۔ اس طرح وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں دعائے قنوت کی نفی

ہوگئی۔ تو جب وتر کے غیر میں نفی ہوگئی، تو معلوم ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے سبب سے ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسکا اور کوئی سبب نہیں۔

المختصر

ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ قنوت صرف نماز وتر کے ساتھ مخصوص ہے۔ نماز وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں (حالت جنگ یا غیر حالت جنگ ہو) بالکل خلاف سنت ہے۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

❧

مسئلہ 11

”مرد کیلئے سنت یہ ہے۔ کہ دونوں التحتیات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے، اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔ جبکہ عورت دونوں پاؤں دھنی جانب نکال دے، اور سرین زمین پر رکھے“

مکر غیر مقلد و دہانی اس کے خلاف کرتے ہیں۔ پہلی التحتیات میں مردوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جبکہ دوسری التحتیات میں عورتوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ جو کہ سراسر سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ دونوں التحتیات میں داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱

مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔
وَكُنْ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصُبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

آپ ﷺ اپنا بائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۲

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔
قَالَ اِنَّمَا السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ اَنْ تَنْصُبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْنِيَ الْيُسْرَى
زَادَ النَّسَائِيُّ وَاسْتَقْبَالَهُ بِاصْبَعِهَا الْقِبْلَةَ.

ترجمہ

سنت یہ ہے کہ اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔ نسائی نے اس پر

زیادہ یہ کیا کہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔

حدیث نمبر ۹۲۷

بخاری شریف، امام مالک، ابوداؤد اور نسائی نے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ اِذَا جَلَسَ قَالَ فَقُلْتُ
وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السَّنَنِ فَتَنَّا ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ وَهَذَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ
اَنْ تَنْصَبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى فَقُلْتُ لَهُ اَتُكَلِّمُكَ
ذَلِكَ اَنْ رِجْلِي لَا تَحْمِلَانِي.

ترجمہ

جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز میں چہار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ایسے ہی بیٹھا۔ اس وقت میں نوعمر تھا۔ (میرے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بائیں پاؤں بچھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کرتے ہیں (یعنی چہار زانو بیٹھتے ہیں)۔ تو انہوں نے فرمایا (میرے چہار زانو بیٹھنے کی وجہ یہ ہے) کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے (یعنی معذوری ہے)۔

حدیث نمبر ۹۲۸

ترمذی شریف اور طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَمْ لَا تُظَرَّنْ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَفْنَى لِلتَّشَهُدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ
الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں مدینہ آیا تو میں نے (دل ہی دل

میں اپنے آپ سے) کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا۔ (چنانچہ میں نے دیکھا کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی التحیات کیلئے) بیٹھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بائیں پاؤں بچھا دیا۔ اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ دیا۔ اور دائیں پاؤں کھڑا کر دیا۔

حدیث نمبر ۹۲۹

طحاوی شریف نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ اَنْ يَفْتَرِشَ قَدَمَهُ
الْيُسْرَى عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَجْلِسَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

آپ مستحب جانتے تھے کہ مرد اپنا بائیں پاؤں زمین پر بچھائے اور اس پر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۹۳۰

ابوداؤد نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى
حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

ترجمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے، تو اپنا دائیں پاؤں بچھاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کی پشت سیاہ ہو گئی۔

حدیث نمبر ۹۳۱

بیہقی شریف نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث نقل فرمائی۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَاِذَا جَلَسَ فَلْيَنْصِبْ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

ترجمہ

جب نمازی نماز میں بیٹھے، تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں بچھائے۔

حدیث نمبر ۱۳

طحاوی شریف نے حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ سے روایت کی۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا خَفْظُ
صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا قَعَدَ لِلتَّشَهُدِ قَرَشَ
رِجْلَهُ الْيَسْرَى ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا.

ترجمہ

وائل بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کے پیچھے یہ سوچ کر نماز پڑھی
کہ حضور ﷺ کی نماز (کا طریقہ) یاد کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ
التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ ﷺ نے بائیں پاؤں بچھایا اور پھر اس بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۴

طحاوی شریف نے حضرت ابو حمید ساعدی سے ایک طویل حدیث روایت کی۔ جس
کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَإِذَا قَعَدَ لِلتَّشَهُدِ أَضْجَحَ رِجْلَهُ الْيَسْرَى وَنَصَبَ الْيَمْنَى عَلَى صَدْرِهَا
وَيَتَشَهَّدُ.

ترجمہ

حضور اکرم ﷺ جب التحیات کیلئے بیٹھے، تو آپ ﷺ نے اپنا بائیں پاؤں (نیچے)
بچھا دیا۔ اور داہنا پاؤں اس کے سینے پر کھڑا کیا۔ (پھر) التحیات پڑھی۔

نوٹ: ان چودہ احادیث کے علاوہ دیگر بہت سی احادیث ہیں کہ جن سے نماز میں بیٹھنے
کیلئے وایاں پاؤں کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا ثابت ہے۔

فقہاء کرام کے نزدیک

احناف کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کی تمام صورتوں میں سنت طریقہ یہی ہے کہ وایاں

پاؤں کھڑا کیا جائے اور بائیں پاؤں بچھالیا جائے۔ جیسا کہ اس باب کے اندر مسلم شریف کی
پہلی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔

امام مالک کے نزدیک بیٹھنے کی تمام صورتوں میں توڑک (یعنی بائیں پاؤں نیچے
سے نکال کر سرین پر بیٹھنا) سنت ہے..... امام شافعی کے نزدیک پہلے قعدہ میں توڑک
کے بغیر بیٹھنے اور دوسرے قعدے میں توڑک کے ساتھ بیٹھنے..... جبکہ امام احمد بن حنبل کے
زادیک مجدد کے بعد بیٹھنے کا طریقہ احناف کے مطابق ہے۔ (بحوالہ شرح نووی مسلم
ج ۱ ص ۱۹۵ علامہ نووی)

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں۔

السنة ان يجلس بين السجدة تين مغترشاً وهو ان يثنى رجله اليسرى فليسهها
ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويخرجها من تحته ويجعل بطن اصابعها على
الارض معتمدا عليها لتكون اطراف اصبعها الى القبلة قال ابو حميد في صفة صلوة
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ثنى رجله اليسرى وقعد عليها ثم اعتدل حتى رجع
كل عظم في ثم هو ساجداً وفي حديث النسي صلى الله عليه وسلم روثه عائشة
وكان يقرش رجله اليسرى وينصب اليمنى - متفق عليه - (ترجمہ) نماز میں بیٹھنے کا
مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو جھڑوں کے درمیان پیر بچھا کر بیٹھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں
پاؤں موڑ کر بچھائے اور اس پر بیٹھے اور وایاں پاؤں اس طرح نیچے کھڑا کرے کہ اس کی
اٹھیاں زمین پر قبلہ کی طرف جہی رہیں۔ ابو حمید نے حضور اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان
کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بائیں پاؤں موڑ کر اور اسے (نیچے) بچھا کر اس پر بیٹھتے اور
بالکل سیدھے بیٹھتے۔ حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ پھر اس کے بعد دوبارہ جہد کرتے
تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نماز کی صفت بیان فرمائی۔ اس
میں بھی یہی کہ حضور ﷺ اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور وایاں پاؤں کھڑا کرتے۔ (یہ حدیث
بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہے)

اور جہاں تک تعلق ہے توڑک (بائیں پاؤں نیچے سے نکال کر سرین پر بیٹھنا) والی

حدیث کا امام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس کو صحت کی تقدیر یعنی کبر سنی (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام روایات اور فقہاء کرام کی آراء سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز میں بیٹھنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں نیچے بچھا کر بیٹھا جائے۔ اور جس حدیث میں توڑک کے ساتھ بیٹھنے کا ذکر ہے اس کو امام بخاری نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کبر سنی (بڑھاپے) پر محمول کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ توڑک کے ساتھ اس لئے بیٹھے ہیں کہ بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے توڑک (یعنی دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر سرین پر بیٹھنے) کا میری امت کیلئے جواز بن جائے۔ اس لئے یہ حدیث کبر سنی یا عذر پر محمول ہے۔

﴿هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين﴾

X

مسئلہ 12

”نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ پڑھنا منع ہے اور خلاف سنت ہے۔“

ملک غیر مقلد وہابی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا تلاوت کی نیت سے پڑھنا واجب جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے نہ پڑھنے کے ثبوت میں گلدستہ احادیث پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر

یعنی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۴۳ باب قرآۃ الفاتحہ علی الجنائزہ میں ہے۔

وَمِمَّنْ كَانَ لَا بَقْرَ، فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَ مَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
وَعَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ ابْنِ عُمَرَ وَ ابُو هُرَيْرَةَ وَ مِنَ التَّابِعِينَ عَطَاءُ وَ
طَائِفُوسُ وَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَ ابْنُ سِيرِينَ وَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ
الشَّعْبِيُّ وَ الْحَكَمُ قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ هُالِ مُجَاهِدٌ وَ حَمَادٌ وَ الثَّوْرِيُّ وَ هَالِ
مَالِكٌ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ لَيْسَتْ مَفْعُولًا بِهَا فَنِي بَلَدٍ نَافَعٌ صَلَاةُ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ

اور جو حضرات نماز جنازہ میں تلاوت نہ کرتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ اُن میں حضرت عمر ابن خطاب، علی ابن طالب، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں اور تابعین میں سے حضرت عطاء، طاؤس، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، امام شعبی اور حکم ہیں۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی قول حماد ثوری اور مجاہد کا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا کوئی رواج نہیں۔

حدیث نمبر ۲

مَوْطَا امام مالک میں بروایت نافع عن ابن عمر ہے۔

اَنْ اَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَفْرُقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ (فتح القدیر)

ترجمہ

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عَمَّنْ سَنَلْ اَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ يُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ اِنَّا لَنَمُرُّكَ اَحْبَرُكَ اَتَّبِعْهَا مِنْ عِنْدِهَا هَذَا وَضَعْتَ كَبْرُوتَ وَ حَمَدْتَ اللّٰهُ وَ صَلَّيْتَ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ اَقُولُ اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمْتِكَ كَانَ يَشْهَدُ (فتح القدیر)

ترجمہ

روایت ہے اس سے کہ جس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا تمہاری عمر کی قسم میں بتاتا ہوں..... میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب میت رکھی جاتی ہے، تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں..... اَللّٰهُمَّ! تیرا یہ بندہ جو تیرے فلاں بندے اور تیری فلاں بندی کا بیٹا ہے، تو حید و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

”غور کیجئے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی اس حدیث میں نماز جنازہ کے اندر حمد، درود شریف اور دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوت قرآن پاک کا ذکر بالکل نہیں۔ معلوم ہوا..... کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز جنازہ میں تلاوت قرآن پاک نہیں کرتے تھے۔“

(مورخہ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء)

یہاں تک اس کتاب کا مسودہ منگلا کی مرکزی جامع مسجد محمدیہ نورانیہ منگلا کالونی میں

بیٹھ کر لکھا گیا۔ اور الحمد للہ اس مسجد میں میں نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کی ہیں۔

- ۱۔ ”فضائل صلوٰۃ و سلام“ صفحات ۳۲۸۔ موضوع: درود شریف کی فضیلت
- ۲۔ ”فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ“ صفحات ۶۰۸۔ موضوع: میلاد النبی ﷺ کی فضیلت
- ۳۔ ”اربعین فی فضائل علم دین“ صفحات ۱۵۰۔ موضوع: علم دین کی فضیلت
- ۴۔ ”قانونچہ جلالیہ“ صفحات ۳۸۸۔ موضوع: علم صرف کے ۶۱ قوانین کی شرح۔
- ۵۔ ”مرآت العوائل شرح مائتہ عامل“ موضوع: شرح مائتہ عامل کا اردو ترجمہ تشریح اور اہد و ترکیب۔

- ۶۔ ”فضائل اعتکاف“ صفحات ۴۸۔ موضوع: اعتکاف کے فضائل اور مسائل۔
- ۷۔ ”فضیلت شب برأت“ شب برأت کی فضیلت اور نوافل۔
- ۸۔ ”ندائے یار رسول اللہ ﷺ“ یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا ثبوت۔
- ۹۔ ”بیعت طریقت“ بیعت کی ضرورت اور مرشد کامل کے اوصاف۔
- ۱۰۔ ”سفر مین شریفین“ صفحات ۴۸۔
- ۱۱۔ ”تسکین القلوب“ ۹۷ صفحات۔ ۲۰۰ آیات بینات۔ ۱۳۰۰ احادیث رسول اللہ ﷺ۔
- ۱۲۔ ”Rules & Benefits of Itikaf“ (an English version of "Fazail-e-Itikaf")

۱۹۶۹ء میں صوفی محمد صادق کیلانی نے حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث مرشد حقانی پیر لاٹانی حضرت جلال الدین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر منگلا کالونی میں امام خطیب کیلئے درخواست کی۔ تو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے منگلا میں خدمت دین کیلئے مجھ سیہ کار کی ڈیوٹی لگا دی۔

فالحمد للہ رب العالمین۔ کہ میں نے منگلا میں رہ کر مذہبی، ملی، تصنیفی، تدریسی اور

تعمیری بہت کام کیا۔ منگلا کی خوبصورت ترین جامع مسجد (محمدیہ نوریہ) تیار ہو گئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ڈبل اسٹوری دارالعلوم (جلالیہ نقشبندیہ) بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیار ہو گیا۔ یوں نہ صرف مقامی طلباء و طالبات بلکہ بیرونی اقامتی طلباء و طالبات کی تعلیم، تدریس اور رہائش کا بھی بہترین انتظام اہتمام ہو گیا۔

منگلا کالونی میں 1969ء تا جنوری 2001ء ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑا۔ عقیدت مند، فرمانبردار اور خدمت گزار لوگوں نے اپنی اپنی عقیدت مندی، فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا بھرپور ثبوت دیا اور جان، مالی، آلی قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی دنیاوی بھلائیوں سے مالا مال فرمائے۔

اور ایسے لوگوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ کہ جن کی ہر وقت سوچ یہی رہی کہ کس طرح مسجد اور درس کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مگر الحمد للہ میں نے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا اور 32 سال کا طویل عرصہ منگلا میں عزت و شان سے گزار دیا۔ اب میرے رب کو یہ منظور ہوا کہ منگلا سے ہزاروں میل دور یہاں دیا ر غیر (برطانیہ) میں دین کی خدمت کر سکوں۔ برمنگھم (برطانیہ) میں میرے آنے کا ظاہری سبب جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے ناظم اعلیٰ جناب گرامی قدر حاجی محمد مالک صاحب جو منگلا میں ہماری محفل کے بہترین نعت خوان بھی ہیں کے فرزند ارجمند اور ہمارے انتہائی تابعدار، خدمت گزار شاگرد رشید حافظ خلیل احمد صاحب ہیں۔ جو کہ منگلا میں تو ہر دلعزیز تھے ہی یہاں یو کے میں بھی معروف ترین شخصیت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اسکی عطا کردہ صلاحیتوں سے حافظ خلیل احمد صاحب نے اپنی بھرپور کوشش کی۔ اور یہاں کے لوگوں میں میرا تعارف کرایا۔ چنانچہ Jamia Mosque Ghausia, 237, Albert Road, Aston, Birmingham, (U.K.). کی مسجد کمیٹی کے تعاون سے 25 جنوری 2001ء کو اس جامع مسجد کے امام، خطیب حیثیت

سے مجھے بلوایا گیا۔ دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامع مسجد کی کمیٹی کے پر خلوص تعاون اور شاگرد رشید حافظ خلیل احمد صاحب کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائے۔ 25 جنوری 2001ء کی رات اور 26 جنوری کا دن میری برطانوی زندگی کا آغاز تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں رہ کر باقیہ زندگی میں بھی اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کتاب کا باقی حصہ اسی جامع مسجد غوثیہ میں بیٹھ کر لکھا جا رہا ہے۔ اللہ کریم اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے قبول و منظور فرمائے۔ (آمین بحرمت نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم)

———— (احادیث پاک کا سلسلہ جاری ہے) ————

حدیث ۴

عن جابر رضی اللہ عنہ قال ما باح لنا رسول اللہ ﷺ ولا أبو بکر و عمر فی الصلوۃ علی النیت بشئ۔

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کسی آیت کے پڑھنے کو معین نہیں فرمایا۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۵

عن عمرو بن شعیب عن ابنہ عن جدہ عن ثلاثین من اصحاب رسول اللہ ﷺ انہم لم یقوموا علی شئ فی امر الصلوۃ علی الجنائز۔

ترجمہ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں کسی معین چیز کے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۶

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ فَكُنْتُ لِمُضَالَةِ بْنِ عَبَّيْدَةَ هَلْ يُشْرُ عَلَى النَّمِيتِ شَيْءٌ قَالَ لَا

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مقالہ بن عبیدہ سے پوچھا کہ کیا میت پر قرآن میں سے کچھ پڑھا جائیگا۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حدیث ۷

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ "أَقْرَأْ عَلَى الْجَنَازَةِ لِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لَا تُشْرُ"

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی بزوہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بزوہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھوں؟ فرمایا نہ پڑھو۔

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۸

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَارَةَ قَالَ سَأَلْتُ سَالِمًا أَفَلَا تُقْرَأُ الْقُرْآنُ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ لَا قُرْآنَ عَلَى الْجَنَازَةِ

(بحوالہ المصنف جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مذکورہ)

حدیث ۹

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَلَنَا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَوْفُتُ لِنَافِي الصَّلَاةِ

عَلَى الْجَنَازَةِ دَعَاءٌ وَلَا قُرْآنَ كَبَرٍ مَا كَبَرِ الْإِمَامُ وَاخْتَرِ مِنَ الدُّعَاءِ الْحَبِيبِ وَهَكَذَا رَوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا لَيْسَ فِيهِمَا قُرْآنٌ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَتَكْوِيلٌ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ قَرَأَ عَلَى سَبِيلِ الثَّنَاءِ لَا عَلَى وَجْهِ قِرَاءِ الْقُرْآنِ وَلَا هَذَا لَيْسَ بِصَلَاةٍ عَلَى الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هِيَ دَعَاءٌ وَاسْتِغْفَارٌ لِلْمَيِّتِ الْآخَرِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِمَا أَرْكَانُ الصَّلَاةِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالتَّحِيَّةِ لِمَا بَيْنَا فِيهَا سَبَقَ أَنَّهُ الصَّلَاةُ فِي اللَّفَةِ الدُّعَاءُ وَاسْتِغْرَاطُ الطَّهَارَةِ وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُمَا صَلَاةٌ حَقِيقَةٌ وَإِنْ فِيهَا قِرَاءَةُ كَسَجْدَةِ التَّلَاوَةِ وَلَا تَرْفَعُ إِلَّا يَدَى الْإِمَامِ الْكَبِيرَةِ الْأُولَى إِلَّا إِمَامَ الْقَوْمِ فِيهَا سَوَاءٌ

ترجمہ

ہماری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں نہ تو کوئی دعا مقرر نہیں فرمائی نہ ہی قرأت۔ امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا اختیار کرو۔ اس طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان دونوں نے فرمایا۔ لیس فیہا قرأت بشیء من القرآن نماز جنازہ میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں..... اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو بطور ثناء پڑھا نہ کہ بطور قرأت۔ نیز نماز جنازہ تو حقیقتاً نماز ہے ہی نہیں۔ یہ تو صرف میت کیلئے استغفار اور دعا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نماز جنازہ کے اندر نماز کے ارکان میں سے رکوع اور سجود نہیں ہیں؟..... (اس کو نماز محض اس لئے کہتے ہیں کہ) لفت میں "صلوٰۃ" کا معنی ہے "دعا"۔ (جبکہ نماز جنازہ کیلئے) طہارت اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط حقیقی نماز ہونے پر دلالت ہی نہیں کرتی۔ اور بے شک اس میں قرأت سجدہ تلاوت کی مانند ہے۔ اور اسی طرح اس میں تکبیر اولیٰ کے سوا رفع یدین بھی نہیں کیا جاتا۔ امام اور مقتدی دونوں کا ان مسائل میں ایک ہی حکم ہے۔

خلاصہ کلام

ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ تلاوت کی نیت سے نماز جنازہ میں پڑھنی منع ہے۔ البتہ دعا کیلئے جائز ہے۔ بہر حال دعا کی نیت سے بھی سورۃ فاتحہ کا نہ پڑھنا ہی بہتر اور ضروری ہے۔ کیونکہ سننے والے کو معلوم نہیں کہ سورۃ فاتحہ تلاوت کی نیت سے پڑھی جارہی ہے یا کہ دعا کی نیت سے۔ اور پھر یہ کہ جب ان تمام روایات میں صراحتاً مذکور ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے کوئی بھی سورۃ نہ پڑھی جائے۔ تو پھر بھی پتہ نہیں کیوں؟ وہابی غیر مقلد کو سمجھ نہ آئی۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

✕

دوسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کی فقہ کے

۱۲۔ مسائل عجیبہ

مسئلہ نمبر ۱

وہابیہ کے نزدیک پیشاب کرتے وقت اور جماع کرتے وقت ذکر کرنے سے بندہ گنہگار نہیں ہوتا۔ اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی جائز ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔
”پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، تجزیہ نہیں۔ اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا بھی جائز ہے، خواہ عمارتوں میں ہو یا میدانوں میں۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔ صفحہ ۱۲-۱۳۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری۔)

مسئلہ نمبر ۲

”پاک ہے جو ٹھاکل درندے کا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری صفحہ ۲۴)

اس سے معلوم ہوا وہابیوں کے نزدیک خنزیر کا بھی جوٹھا پاک ہے۔

مسئلہ نمبر ۳

”چنوار لگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کتے اور خنزیر کا چنوار بھی لگنے سے

پاک ہو جاتا ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۴

”منی ہر چند پاک است۔“ یعنی منی ہر لحاظ سے پاک ہے

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

امام مالک اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ مگر وہابیہ کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر یہ غسل بھی نہیں کرتے ہوں گے اور کپڑے پر لگی رہتی ہوگی۔ اور یہ ہر نماز پڑھتے ہوں گے۔ تو پھر ان کی نماز کیسی ہوگی....؟ پھر جو لوگ بڑے فخر سے ان کے پیچھے جا کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا....؟
اور مزید دیکھئے

مسئلہ نمبر ۵

”زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی تمام جانوروں کی منی

پاک ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۶

”اگر قبل اور دُبر کے سوا کسی جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ صفحہ ۶۱ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۷

”اور اس طرح نہیں ٹوٹتا وضو تکبیر پھونکنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

مسئلہ نمبر ۸

”اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سگی لگوانے سے“

(بحوالہ فقہ محمدیہ۔ از محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری)

معلوم ہوا کہ نماز کے اندر وہابیوں کے وضو کا کوئی اعتبار نہیں...! تو جب وضو نہیں تو نماز کیسی؟

مسئلہ نمبر ۹

وہابیہ کے نزدیک: کتا، خنزیر، شراب، بننے والا خون، یہاں تک کہ مردار بھی سب پاک ہیں۔

”پس دعوے نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و عیون مردار نام تمام است“ یعنی کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب، بننے والے خون اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔ (بحوالہ عرف الجاوی۔ صفحہ ۱۰)

مسئلہ نمبر ۱۰

وہابیہ کے نزدیک جو کھانا جائز ہے۔

جو صید است یعنی جو شکار ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ ۲۳۵)

مسئلہ نمبر ۱۱

وہابیوں کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے جب تک اس کا

رنگ، بو اور مزانہ بدلے۔

”سوال: چہ فرمایا تکہ علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتر چہ حکم است بنوا۔ الجواب: حکم چاہ مذکور آست کہ اگر آب آں چاہ از آفتا ون سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بہر حال خود است آں چاہ پاک است۔“

سوال: یعنی کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر جائے تو اس کے پاک کرنے کے بارے کیا حکم بیان کریں۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر کتے کے گرنے سے پانی کنویں کا متغیر نہیں ہوتا بلکہ اپنی حالت پر ہے تو کنواں پاک ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۳۰/۱ مولوی نذیر الحق)

مسئلہ نمبر ۱۲

وہابیوں کے نزدیک سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے

”سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت است“

یعنی سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے۔

یہ ان سرپھروں کی فقہہ کا حال ہے۔ کہ حلال و حرام کی تمیزی ختم ہے۔ عجیب عجیب سے مسائل گھڑنا ان کی عادت ہے۔

لے چلو مدینے کو چارہ گرو
 مجھ کو طیبہ کی ہوا چاہیے
 نعمتیں دونوں عالم کی دیکر مجھے
 پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیے
 عرض ہے میرے آقا! **نقل**
 آپ ملے دو عالم کی دولت ملی
 اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے
 ہاتھ میں دامنِ مصطفیٰ **ﷺ** آگیا
 اس گنہگار کو اور کیا چاہیے

تیسرا حصہ

وہابیوں دیوبندیوں کے

۱۲ عقائدِ باطلہ

اور

اہل سنت والجماعت کے

۱۲ عقائدِ صحیحہ

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱

دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

”کذب (جھوٹ) داخل تحت باری تعالیٰ ہے..... اگر حق تعالیٰ شانہ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا، تو قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو جائے گی۔“ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰) نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

صحیح اسلامی عقیدہ

”اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال بالذات ہے۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَنَاعٌ قَلِیْلٌ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں وہ کبھی

فلاح نہیں پائیں گے۔ اس دنیاوی زندگی کام برتنا تھوڑا ہے (بالآخر) ان

کیلئے دردناک عذاب ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگانے والے کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

بلکہ وہ تو جنت کی ہوا بھی نہیں پائیں گے..... ”ہم روتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، مگر افسوس! کہ اشاعت التوحید کے یہ خود ساختہ ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہیں۔“

چنانچہ قرآن کریم سورۃ صف آیت نمبر ۷ میں ارشاد رب العالمین ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰی عَلٰی

الاسلام

(ترجمہ) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے

حالانکہ وہ اسلام کا وعیدار ہے۔

دیوبندیوں، وہابیوں کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اپنے آپ کو عالم، فاضل، حافظ، قاری، مفتی، شیخ القرآن، پروفیسر اور ڈاکٹر کہلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں..... تو حید تو حید کی رٹ لگانے والے کہہ گئے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم سورۃ النساء آیت نمبر ۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اللّٰهُ حَدِیثًا۔

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

اسی طرح قرآن پاک کے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۲ میں ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اللّٰهُ قَلِیْلًا۔

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی معلوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ ممتنع بالذات ہے جبکہ پیغمبر کا جھوٹ ممتنع بالغیر ہے۔ اللہ تعالیٰ

تمام چوں سے زیادہ سچا ہے۔ تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ

کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا۔

جھوٹ بولنے کی تین وجوہات

جھوٹ بولنے کی صرف تین وجوہات ہو سکتی ہیں

۱۔ بے علمی

۲۔ عاجزی اور

۳۔ خباثت نفس..... چنانچہ

(۱) جھوٹ بولنے کی پہلی وجہ لاعلمی سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

ذات تو وہ ہے کہ جس کا علم اتنا وسیع اور محیط ہے کہ کوئی چیز کسی وقت بھی اس سے مخفی نہیں۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ ۚ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ.

آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس سے پوشیدہ نہیں۔

معلوم ہوا کہ وہ لا علمی سے پاک ہے۔ اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ، ہر ہر عنصر اس کے علم میں ہے۔

(۲) وہ عاجزی سے بھی پاک ہے کہ تمام قوتوں طاقتوں کا سرچشمہ ہے قادر

مطلق ہے۔

(۳) جھوٹ بولا جاتا ہے خواہش نفس کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اس عیب سے بھی

پاک ہے۔ جھوٹ تمام عیبوں سے بدتر عیب ہے۔ ہر عیب رب تعالیٰ پر محال ہے۔ وہ جملہ

عیبوں سے پاک ذات ہے۔ لہذا جھوٹ سے بھی پاک ہے۔

جس طرح دوسرے عیب اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن نہیں ہر قسم کے تمام عیب جیسے چوری، زنا

وغیرہ اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہیں اسی طرح جھوٹ بھی اللہ تعالیٰ کیلئے محال بالذات ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲

”انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے کوئی علم

نہیں ہوتا کہ کیا کرے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔“

(بحوالہ ہلقۃ الخیر ان مصنفہ حسین علمی صاحب دواں بھراں صفحہ ۱۵۷)

صحیح اسلامی عقیدہ ۲

اللہ تعالیٰ کو کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا علم ہے اس سے کچھ مخفی / پوشیدہ نہیں

ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. (سورۃ ہود آیت نمبر ۱۲۳)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام غیب، چھپی ہوئی چیزوں کو

جانتا ہے۔

پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد گرامی ہے۔

رَبَّنَا إِنَّكَ نَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا تُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ.

(ترجمہ) اے ہمارے رب بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ سے

چھپا نہیں۔

یہ کس کا عقیدہ ہے؟ حد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ آسمان و زمین میں

اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں

لیتا۔ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں ہوتا۔ نَعْلَمُ مَا نُخْفِي مِنَ اللَّهِ -

وَإِنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى. (پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت نمبر ۷)
(ترجمہ) اور اگر تو بات پکار کر کہے، تو بیشک وہ جانتا ہے مجید کو اور اسے بھی
جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

سر اور انہی میں فرق

”سر“ یعنی ”مجید، راز“ سے مراد ایسی بات ہے، جو ایک انسان دوسرے انسان سے چھپاتا ہے۔ اور ”انہی“ یعنی ”اس سے زیادہ پوشیدہ“ سے مراد وہ خاص بات ہے، جس کو انسان کرنے والا تو ہے، مگر ابھی خود بھی نہیں جانتا کہ میں فلاں کام، فلاں وقت میں کرنے والا ہوں یا کہ نہیں۔ مطلب یہ کہ نہ وہ کام ابھی اس کی نیت، ارادہ سے متعلق ہوا اور نہ ہی ابھی اس تک اس کا خیال پہنچا۔

قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا ہے کہ انسان نے کسی وقت میں جا کر جو عمل کرنا ہے، کوئی نیکی کرنی ہے، یا بدی.... ابھی وہ بات جو اس کے تصور میں بھی بات نہیں آئی، کہ آج سے اتنے عرصہ بعد اس سے کوئی کام ہونے والا ہے.... اللہ تعالیٰ کی ذات سے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ الخضر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کچھ بھی اس سے چھپا ہوا، اور مخفی نہیں۔

مگر وہابیہ کا عقیدہ یہ کہ جب تک انسان کوئی کام کر نہیں لیتا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں آتا۔ نَفُوْذُ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں مگر یہ تو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے بھی منکر نکالے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۳

دیوبندیوں کے نزدیک کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کسی اور کا نام لیا جائے، تو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ کلمہ شریف پڑھنے میں تجھ سے غلطی ہوئی۔ میں اس خیال سے کلمہ شریف دوبارہ پڑھتا ہوں۔ دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ کے اشرف علی ٹھٹھا ہے۔ یہ سن کر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں، جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی اشرف علی، وہ بعونہ تعالیٰ منیع سنت ہے۔ (رسالہ الامراء صفر ۱۳۲۶ھ منقولہ از سیف علی ۳۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

کلمہ شریف کے دو جز ہیں۔ توحید کیلئے لا الہ الا اللہ۔ اور رسالت کیلئے محمد رسول اللہ۔ پہلی جز میں اسم ذات باری تعالیٰ ”اللہ“ کی جگہ کسی اور کا نام لینے سے شرک فی التوحید ہوگا۔ اور نام بدلنے والا دارۃ الاسلام سے خارج ہوگا۔ دوسری جز میں اسم گرامی ”محمد ﷺ“ کی جگہ کسی چر، فقیر، مولوی، فقیہ، قاضی کا نام لینے سے شرک فی الرسالت ہوگا۔ اور اس طرح کہنے والا بھی کسی طرح مسلمان نہیں رہ سکتا۔

بجائے اس کے کہ اس بد بخت پر کفر و شرک کا فتویٰ لگتا، مگر.... چونکہ وہ حضور اقدس ﷺ کے نام شریف کی جگہ مولوی اشرف علی کا نام لے رہا تھا، اس لئے مسئلہ مال منول کر دیا۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۴

دیوبندیوں نے جھوٹی نبوت کا فتہ بویا۔

”اگر آپ ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی فرض کر لیا جاوے، تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آوے گا۔“ (بحوالہ تحزیر الناس)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ اب کوئی اصلی، نقلی، فرضی نبی نہیں آ سکتا۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ . (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور نبوت کے خاتم ہیں۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا . (سورۃ صبا آیت نمبر ۲۸)

اور نہ بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے کافی خوشخبری دینا اور ڈرنا سناتا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدِي . (بحوالہ ابن ماجہ صفحہ ۳۰)

(ترجمہ) میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے۔ جس کی تعمیر بہت ہی اچھی کی گئی۔ اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے۔ سوائے اس اینٹ کے (جو ابھی نہیں لگی تھی)۔ فَكُنْتُ أَنَا سِدْرُثُ مَوْضِعِ اللَّيْنَةِ وَخَتَمَ بَنِي النَّبِيِّانَ وَخَتَمَ بَنِي الرَّسُولِ . تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے اور مجھ پر رسول بھی ختم کر دیئے گئے۔ فَانَا اللَّيْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ . تو وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور آخری نبی بھی میں ہی ہوں۔

سبحان اللہ! کیسی پیاری مثال دی ہے۔ نبوت گویا نورانی محل ہے، اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس کی نورانی اینٹیں، جبکہ حضور اقدس ﷺ اس محل کی آخری اینٹ ہیں کہ جس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں یا آپ ﷺ کے زمانہ حیات کے بعد کسی نبی کا کوئی گنجائش نہیں۔ تعجب ہے مولوی محمد قاسم نانوتوی پر اہل جنہوں نے یہ لکھ دیا ”آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا“ ثابت ہوا کہ وہابی، دیوبندی سی باقی مرزاہیت ہیں۔ انہوں نے گنجائش پیدا کی تو مرزا غلام قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا۔

بفضلہ تعالیٰ اہلسنت و جماعت کا مسلک ﷺ یہ ہے کہ حضور انور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں یا آپ ﷺ کے زمانہ حیات کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵

رحمۃ للعالمین ہونا صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ نہیں۔ چودھویں، پندرھویں صدی کا مولوی بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) حوالہ پیش خدمت ہے۔
استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ہے یا کہ ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

الجواب: لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانین بھی موجب رحمت عالم ہیں۔

صحیح اسلامی عقیدہ

جیسے اللہ تعالیٰ تمام جہان، کائنات کے ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ کا رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہر کسی کیلئے باعث رحمت ہیں۔ اس نے اپنے متعلق فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۱)

(ترجمہ) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا۔

تو اپنے پیارے حبیب ﷺ کیلئے بھی ارشاد فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

(ترجمہ) ہم نے آپ کو نہ بھیجا کہ رحمت سارے جہان والوں کیلئے۔

جیسے اللہ کے سوا کسی اور کو رب العالمین کہنا یا ماننا شرک فی التوحید ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی التوحید ہو گا۔ ایسے ہی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بجائے کسی اور کو رحمت للعالمین ماننا یا کہن شرک فی الرسالت ہے۔ اور ایسا کہنے والا شرک فی الرسالت ہو گا۔ کیونکہ عالمین کیلئے رحمت ہونا یہ خصوصیت اور صفت صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہی ہے۔ اس میں کوئی اور شامل نہیں ہو سکتا۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۶

وہابیوں دیوبندیوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ اخوت جوڑا۔ خود چھوٹے بھائی بن بیٹھے، اور حضور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی کہا۔
(ذات دی کوڑ کر لی جھتیراں نوں چھے)
حوالہ پیش خدمت ہے۔

''اولیاء، انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید جنے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں، اور عاجز بندے اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے بھائی۔
(بحوالہ تقویۃ الایمان)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اکرم ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں۔

قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔

وَأَزْوَاجُهُ لَهَا تَهُمُّ. (سورۃ الاحزاب)

(ترجمہ) اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں (بہنیں نہیں)۔

دنیا کا اصول ہے کہ ماں کا شوہر باپ ہوتا ہے، بھائی نہیں ہوتا۔ باقانون الہی، بارشادِ قرآنی جب حضور انور ﷺ کی بیویاں ہماری مائیں ہیں، تو آپ ﷺ ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ تو پھر جو آپ ﷺ کو بھائی کہے، وہ پلے درجے کا بیوقوف اور احمق ہے۔ ایسا سر پھر اپنی ماں کو بہن کہے، اور اپنے باپ کو بھائی کہے..... تو پھر دیکھو کہ معاشرہ اس کا کیا حال کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ
بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ میں تمہارے لئے باپ کے قائم مقام
ہوں۔ (کیونکہ) میں تمہیں سکھاتا ہوں۔

(بحوالہ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۳)

حضور اقدس ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میں تمہارا روحانی باپ ہوں۔ نجدی کہتا
ہے، بھائی ہیں..... تو کیوں نہ ہم نجدی کا کہنا مسترد کریں اور حضور اقدس ﷺ کا
فرمان عالیشان سر آنکھوں پر رکھیں۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۷

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ بے اختیار نبی ہیں۔
حوالہ پیش خدمت ہے۔

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۷۷)

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور پیارے مصطفیٰ، مختار زمین و آسمان، وارث کون و مکان..... با اختیار نبی
ہیں، با جمال نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ارشاد رب العالمین ہے۔

وَوَجَدَكَ غَائِلًا قَاعًا غَنِيًّا. (پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ)
(ترجمہ) اور اے نبی! آپ کو نادار پایا، پھر آپ کو غنی کر دیا۔
دوسرا ارشاد

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَيْنَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. (سورۃ توبہ آیت نمبر ۷)
(ترجمہ) اور ہمیں بدلہ لیا انہوں نے، مگر اس بات کا کہ اللہ اور اس کے رسول
ﷺ نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔

اختیارات مصطفیٰ ﷺ پر احادیث

حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
أُوتِيتُ بِمِفْتَاحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي. (بخاری و مسلم شریف)
(ترجمہ) میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں، تو وہ میرے
ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

یعنی آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنادیا گیا اور مالک بھی ایسا کہ اختیار والا کہ اپنے اختیار سے جس قدر چاہیں تقسیم فرمادیں اور ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَاَنَا قَاسِمٌ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

کبھی اپنے خزانوں کی تمہیں دی خدا نے، ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یار و مددگار کہ جسے کوئی نہ پوچھے، ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے اپنے حبیب ﷺ کو غنی بنادیا..... غنی کون ہوتا ہے؟
وہ کہ جس کے پاس خزانے ہوں اور تقسیم بھی کرے اور حضور مختار کل ﷺ بھی فرما رہے ہیں
کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دیدی گئیں، اور میں تقسیم کرنے والا بھی ہوں۔

مگر وہابی، نجدی یہ کہتا ہے آپ ﷺ تو بے اختیار نبی ہیں ان کے پاس تو کچھ بھی
نہیں۔ نہ صرف قرآن پاک کی آیات بیانات کا بلکہ احادیث پاک کا بھی انکار کر کے ایک
نیا عقیدہ گھڑ لیا۔

ارے! آپ سرکار ﷺ کی حکومت و سلطنت کا جھنڈا تو زمین و آسمان پر لہرا رہا
ہے.... وہابی کو کچھ نظر آئے تو سمجھے۔

اللہ اللہ شاہ کوئین ﷺ جلالت تیری

فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۸

وہابیوں اور دیوبندیوں کے نزدیک کسی ولی اور نبی کی کوئی توقیر نہیں۔
''اور یقیناً یہ جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے
پہمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔'' (بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمان عزت دار ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ
(پارہ ۲۸ سورۃ منافقون آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کیلئے ہے، مگر منافق
لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نبی، ولی، رسول یہاں تک کہ سب مومنین عزت والے
ہیں، لیکن یہ بد بخت دیوبندی اور وہابی باقانون مذکورہ کہ ''ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا.....''، اولیاء
اور انبیاء کو چہمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر رسولوں، نبیوں، ولیوں کی عزت و شان کے منکر
ہو کر منافقین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ منافقین ہی ایسے بد بخت
ہیں جو نبیوں، رسولوں، ولیوں کی عزت کو نہیں جانتے۔

وہابیوں کا عقیدہ نمبر ۹

وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک قبر کے اندر حضور اکرم ﷺ کا جسم پاک مٹی بن گیا ہے، اور حضور اقدس ﷺ کی ذات مطہرہ پر بہتان لگایا گیا اور یہ لکھا گیا۔
 ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“ بحوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۹

صحیح اسلامی عقیدہ

”نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی“
 شہید کی حیات جاودانی کے متعلق قرآن کریم کے اندر ارشاد ہوا۔
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (پارہ ۲ رکوع ۳ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴)
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں، ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں شعور نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق بھی پاتے ہیں

اس آیت میں شہید کی زندگی کے متعلق کسی زمانہ یا کسی جگہ کی اور شہید کے اعمال صالحہ، تقویٰ و پرہیزگاری کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ کسی زمانہ میں کسی بھی محاذ پر کسی بھی مقام پر جو کوئی بھی محض اسلام کی سر بلندی اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کیلئے اپنی جان کا نذرانہ دیدے۔ اس نے بظاہر اعمال صالحہ نہ بھی بجالائے ہوں..... اللہ تعالیٰ اس کو حیات

جاودانی عطا فرماتا ہے۔

تو نبیؐ کہ جن کے صدقہ سے شہید کو یہ رتبہ ملا وہ اس شہید سے بدرجہ اولیٰ حیات جاودانی یعنی ہمیشہ کی زندگی کے مالک ہیں۔ یقیناً بالیقین! نبیوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی حدیث میں ارشاد ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ
 فَنبِيُّ اللَّهِ حَيًّا يُرْزَقُ. (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

(ترجمہ) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق بھی دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریف جس کو تہذیبی شریف نے روایت کیا ہے۔
 وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ. (رواہ التہذیبی)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا فرمان تو یہ ہو کہ نبی زندہ ہیں اور ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس کے باوجود وہابی مولوی صاحب کا عقیدہ یہ ہو کہ ”نبی مر کر مٹی میں ملنے والا ہے“ تو یہ قرآن و حدیث کا انکار اور نبی کی علی الاعلان گستاخی اور توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

انبیاء کو بھی موت آنی ہے مگر یہ کہ فقط آنی ہے
 پھر اس موت کے بعد وہی حیات جاودانی ہے

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰

روحانی ماں کو بیوی خیال کرنا وہابی کے نصیب میں۔

”ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا یعنی مولیٰ اشرف علی تھانوی کا ذہن معاس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔ (رسالہ الامراء ۱۳۱۵ھ سیف علی صفحہ ۳۵) نعوذ باللہ من ذالک۔

صحیح اسلامی عقیدہ

حضور اقدس ﷺ کی بیبیاں مسلمانوں کی روحانی مائیں ہیں۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ یعنی نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جو اپنی ماں کو بلکہ اپنی اُس روحانی ماں کو کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اپنی بیوی خیال کرنے اُس سے بڑھ کر حرامی کون ہوگا؟ سوچو ان لوگوں کے خیالات کتنے گندے ہیں کہ ایک شخص خواب میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور پریشان ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے خواب بیان کرتا ہے تو مولوی اشرف علی صاحب بجائے اس کے کہ اس سے توبہ کیلئے کہتے..... اس کو کہتے ہیں کہ ”یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس سے تمہاری نسبت ہے وہ منع سنت ہے“ اور دوسرا شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے گھر جا رہی ہیں تو مولوی اشرف صاحب جی ہی جی میں خوش ہو کر کہتے ہیں ”کم سن عورت ہاتھ آئے گی“ (نعوذ باللہ من ذالک)

مسلمانوں غور کا مقام ہے۔ جس مذہب کے مقتدایان کے ایسے خیالات باطلہ، فاسدہ ہوں کہ ماں کو بیوی سمجھنے لگیں اور باپ کو بھائی کہیں، ان کے متبعین کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۱

وہابیہ کے نزدیک امتی بسا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ عبارت پیش خدمت ہے۔

”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں، تو علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات، بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (تحدیر الناس مولوی محمد قاسم نانوتوی صفحہ ۵)

صحیح اسلامی عقیدہ

نبی کی عبادت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کل جہاں کی عبادت ایک طرف نبی کی عبادت ایک طرف۔ نبی کی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ مَلْهُمُ الْبَلِّ إِلَّا قَلِيلًا نَّصْفُهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ

رَدِّ عَلَيْهِ وَرَدَّلِ الْفُؤَادَ تَوْتِيلاً۔ (سورۃ المزمل آیت نمبر ۴۲)

(ترجمہ) اے چادر اوڑھنے والے محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کیجئے۔

آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ، اور قرآن پاک خوب

ترتیل سے پڑھئے۔

سید عالم، فخر بنی آدم ﷺ چادر شریف میں لپیٹے ہوئے آرام فرما تھے۔ کہ اس حالت میں آپ ﷺ کو ندا کی گئی ”يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ مَلْهُمُ الْبَلِّ“ یہ ندا بتلاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے۔ جس حالت میں تشریف فرما ہوں اس حالت کا پورا نقشہ کھینچ کر بتا دیا جاتا ہے۔ اور محبوب کی ادا کو قرآن کریم کی آیت بنا دیا جاتا ہے (سبحان اللہ!)۔ اور پھر نبی پاک ﷺ کو عبادت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ محبوب رات کا کچھ حصہ قیام کرو نصف رات

یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔

اب کون ہے؟ کہ جس کو عبادت میں اختیار دیا جائے۔ اب ایک رات تو کیا، کوئی ساری زندگی بھی، عبادت میں کھڑا رہے، تو یہ فرمان نازل نہیں ہوگا کہ ٹو آدھی رات کھڑا ہو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کی چند لمحوں کی عبادت، ایک طرف اور دنیا بھر کے عبادت گزاروں، سجدہ گزاروں کی عبادت و ریاضت، ایک طرف۔ سارے جہاں کے عابدین، ساجدین کی تمام نمازیں مل کر بھی، میرے نبی ﷺ کے ایک سجدے کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کی نمازوں کی مقبولیت یقینی ہے۔ جبکہ ہماری نمازوں کی مقبولیت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۲

دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بٹے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ حفظ الایمان کی عبارت پیش خدمت ہے۔
 ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم لگایا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید، عمرو، صبی، مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔ (بحوالہ حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷۱)

صحیح اسلامی عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کے تمام علوم غیب کیلئے اپنے پیارے رسول مقبول ﷺ کو چن لیا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يُّشَاءُ. (پارہ ۵ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے، لیکن

اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے علم غیب کیلئے چن لیتا ہے۔

”اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے“ آیت کے اس حصے میں زید، عمرو، صبی، مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم وغیرہ کی نفی آگئی اور ”لیکن اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے، علم غیب کیلئے چن لیتا ہے“ اس فرمان عايشان میں حضور اقدس ﷺ علم غیب کیلئے اللہ تعالیٰ کے چناؤ میں آگئے۔ اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ کا

صفاقی نام شریف ہوا "معجبتی" لفظ "معجبتی" جو کہ آیت مذکورہ میں ہے، مضارع کا صیغہ ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیتا ہے" اور اسی سے اسم مفعول کا صیغہ "معجبتی" ہے۔ جس کا معنی ہے "چن لیا گیا"..... یہ علم غیب کیلئے حضور ﷺ کی تخصیص نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ارشاد ہوا۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ. (پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت نمبر ۴۹)

(ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی! یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، غیبی خبریں ہیں۔ جبکہ مصنف حفظ الایمان نے لکھتا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بے، خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ نَحْوُ ذَٰلِكَ مِنْ ذَٰلِكَ۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی و مجنون پر بھی نازل ہیں، تو ہمارے خیال میں مصنف مذکور کیلئے جو قرآن شریف نبی کریم ﷺ پر اترا ہے کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ کسی لڑکے یا مجنون یا حیوان کتے بے پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آتے۔ اور آؤ آؤ کرتے پھرتے۔ ہائے افسوس! اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ پر یہ بھی وقت آتا تھا۔ کہ فی زمانہ کسی رئیس، کسی امیر، کسی چوہدری، کسی راجہ، کسی ملک، کسی وزیر بلکہ پولیس کے کسی معمولی سپاہی کی توہین اتنی آسان نہیں جتنی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی۔ بس جس کا دل چاہتا ہے اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کو افتراق و انتشار میں ڈالنے کیلئے حضور اقدس ﷺ کی تحریری، تقریری توہین کر لے۔ کوئی پوچھنے بلائے والا ہے ہی نہیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے، خصوصاً آجکل بد عقیدہ علماء سے.....

الحمد لله رب العالمین! کتاب کا یہ حصہ (جس میں وہابیہ کے عقائد باطلہ اور

پھر اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ مختصر ترین دلائل کے ساتھ بیان کیے گئے) بھی اپنے اختتام کو پہنچا۔ میں نے پوری کوشش کی کہ انتہائی اختصار کے ساتھ ان اہم ترین "۱۲ مسائل و ۱۲ عقائد" کو ضبط تحریر میں لاسکوں۔ یہ محض اہل سنت والجماعت کو ان بے دینوں کے دام فریب سے بچانے کی مخلصانہ کاوش تھی۔ اگر دوران مطالعہ کوئی صاحب تحریر میں کوئی سقم، کوئی کمی و بیشی محسوس کریں تو ازراہ عنایت مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستگی کی جاسکے۔

اختتامی دعا

اے میرے پیارے مولا! صدقہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کا اس تحریر کو قبول و منظور فرما اور اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کی عقائد باطلہ سے بچنے کی عقائد صحیحہ اپنانے کی اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرما۔

یہ تحریر مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی ضلع جہلم پاکستان میں شروع کی گئی تھی اور آج جامع مسجد غوثیہ آسٹن برمنگھم برطانیہ میں 23 مئی 2001ء بوقت صبح ساڑھے دس بجے ختم ہوئی۔

الراجی الی رحمت ربہ المنان

پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری

خطیب جامع مسجد غوثیہ '۲۳' البرٹ روڈ

آسٹن 'برمنگھم' برطانیہ

دیکھ گھرانے کے چشم و چراغ اور درویشی سے مصنفہ انسانہ اول
 • فضائل میلاد مصطفیٰ • فضائل علم دین • قانونی جلالیہ • فضائل جلالت و ولایت
 مرآت العوالم کے مصنفہ دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ کے مہتمم اور
 ممتاز عالم دین

حضرت علامہ حافظ محمد زمان نقشبند کا تعارف

لیڈورٹ:۔ چوہدری ولد محمد شیراز گورالہ نمائندہ نوائے وقت، جنگ منگلا ڈیم۔
 ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی منڈی بہاؤ الدین کے
 رہنے والے ہیں۔ تحصیل پھالیہ کے قریب ایک قصہ ”پھرے“ ۱۹۲۵ء میں
 پیدائش ہوئی۔ قبلہ موصوف حافظ صاحب کے والد محترم حضرت میاں محمد عظیم متا
 (مرحوم) نہایت ہی ملنسار اور اپنے کردار کی وجہ سے اپنی برادری اور عوام میں
 مقبول تھے (قبلہ حافظ صاحب) دارالعلوم محمدیہ رضویہ بھکھی شریف سے فارغ
 التحصیل ہیں۔ اور شیخ القرآن والحديث حضرت سید محمد جلال الدین شاہ
 نور اللہ مرقدہ استاذ عالیہ بھکھی شریف کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔
 شیخ الحدیث حافظ صاحب موصوف پر خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب قبلہ
 حافظ صاحب گوجرانوالہ اور لاہور میں امامت، خطابت درس و تدریس کے فرائض
 سرانجام دے چکے ہیں۔ اور اب عرصہ ۲۶ سال سے منگلا کالونی کی جامع مسجد محمدیہ نوریہ
 (جو کہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے) جس میں خطابت امامت کے فرائض بخوبی سرانجام

دے رہے۔ حضرت قبلہ حافظ صاحب مدظلہ کی منگلا میں شریف آوری سے قبل منگلا
 مدرسہ و تدریس سے محروم تھا۔

قبلہ حافظ صاحب ۱۹۶۹ء میں حضور قبلہ عالم حافظ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ
 صاحب بھکھی شریف کے فرمان عالی شان پر منگلا تشریف لائے اور عرصہ تین سال بعد
 ۱۹۷۲ء میں جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے نام سے ایک خوبصورت مسجد کی بنیاد رکھی۔
 اور دوست احباب کے تعاون سے اس کو تعمیر کیا۔ اس مسجد کی زیارت کرنے سے
 دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

قبلہ حافظ صاحب نے جامع مسجد محمدیہ نوریہ کے متصل دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ
 کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں کافی تعداد میں طلباء، طالبات ناظرہ قرآن
 پاک، حفظ القرآن، تفسیر القرآن، کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نے
 چند سالوں سے درس نظامی کی کلاسیں شروع کی ہوئی ہیں۔ جن میں ہر ہفت روزہ طلباء
 و طالبات نمایاں پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد زمان نقشبندی نے مرکزی انجمن مجاہدین مصطفیٰ کی بنیاد رکھی جس
 کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو منگلا کالونی میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا جاتا ہے
 اور انجمن کے تحت جشن عید میلاد النبی کے موقع پر بہترین سجاوٹ کرنے والوں
 کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اور انجمن کے زیر اہتمام ۱۳ ربیع الاول بعد از نماز
 عشاء دستار فضیلت بسلسلہ میلاد پاک عظیم الشان جلسہ ہوتا ہے۔

دارالعلوم جلالیہ نقشبندیہ میں مقامی طلباء و طالبات کثیر تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے
 ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بیرونی طلباء بھی دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر رہے

ہیں۔ جن کے اشراجات قبلہ حافظ صاحب اور معاونین حضرات برداشت کرتے ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب نہایت ہی ملنسار انسان ہیں۔ اور ان کی میٹھی گفتگو کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے ہی رہیں۔

قبلہ حافظ صاحب اپنے بہترین اخلاق اور ملنسار رویہ کے تحت یہاں کے عوام و خواص میں خاصے مقبول ہیں۔ شب و روز دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے میں دو تہائی سے زائد وقت مسجد میں گزارتے ہیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے۔ کہ ہم جس وقت گئے دن رات صبح و شام سویرا نہ بھرے حافظ صاحب کو مسجد ہی میں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشق رسول کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ برٹس مہمان نواز اور غریب پرور انسان ہیں۔ تعلیمات قرآنیہ عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان صحابہ کے پرچار ہیں۔

ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ایک سلیحے ہوئے مصنف بھی ہیں۔ حافظ صاحب موصوف بفضیلہ تعالیٰ سات کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ فضائل صلوٰۃ و سلام

جو عصر حاضر میں درود شریف کے مقدس موضوع پر نہایت محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع کتاب ہے۔ جس کا ہر جملہ دلشین اور ہر سطر دگداز ہے۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہے۔ فضیلت درود شریف اور اللطاف نبی کریم ﷺ کے ذکر جمیل سے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔

حافظ صاحب موصوف کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت

اور ان کے سینے میں دین کی تڑپ کا واضح ثبوت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس کتاب (فضائل صلوٰۃ و سلام) کے تقریباً ۲۰ نسخے مشائخ عظام، علمائے کرام طلباء اور عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دیئے۔ مشائخ عظام اور علمائے کرام نے اس کتاب کو پسند کیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

۲۔ فضائل علم دین

اس کتاب میں چالیس ان احادیث کی شاندار تشریح کی گئی ہے۔ کہ جن میں فضیلت علم دین، فضیلت طالب علم اور فضیلت عالم دین بیان کی گئی ہے۔ یہ سلیس اردو زبان میں ہے۔ عام فہم کتاب ہے۔ ایک ایک جملہ دل میں اتر جانے والا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہے۔ کہ حافظ صاحب کو دین سے کتنا لگاؤ ہے۔ اور دین کی ترغیب کا کتنا احساس ہے۔ اس کتاب کا پورا نام اربعین فی فضائل علم دین ہے۔ اور اس کتاب کو علمی حلقوں میں خاصی مقبولیت حاصل ہے۔

فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ النبا

حافظ صاحب قبلہ نے ۱۹۹۰ھ ربیع الاول شریف میں میلاد مصطفیٰ کے عنوان پر کتاب النعمۃ الکبریٰ علی العالم کی فصل فی بیان فصل مولانا نبی سے چودہ اقوال صحابہ و بزرگان دین کا ترجمہ مع عربی بعنوان فضائل میلاد مصطفیٰ ﷺ و سلم میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے... اکی ہزار کی تعداد میں عوام و خواص میں مفت تقسیم کر دی۔

بخصوص اقدس شیخ القرآن حضرت مولانا حافظ محمد زماں نقشبندی
از: قاضی محمد اکبر منگلا سہلٹ

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

میں تان میں سب کچھ واردیاں تیس جت گئے میں ہار گیاں
سب سنگ تہہ ہریاں لنگ پار گیاں میرا توں میں مان تران جی

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

پہرا سن مبارک کالا رکھ کر کے نقل رسولی جی بڑے مہربان جی
جنہاں سبق عشق دا پڑھیا نہیں درد غافل یاد کیا اسے سب کچھ لیتا اللہ و اقران جی

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

ہر دم سجداندر رہندا ذکر ربانی عاشق مدنی ماہی دامن شداد لہجانی
قول اپنے دام حکم یار دے کوئی مرد پچانی علم اہودی وسعت سیو جیوں عرفا دامیداری جی

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

شام سویرے مسجد اندر زندا گل بھل لاؤندا نفی اثبات دہانی دیکے بغیا توپ سجاؤندا
دنگ بڑنگے بوٹے لاکے من اپنا پرچاؤندا اک عالم تے اک حافظ بنیا کیسے کیتا حفظ قرآن جی

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

منہ ترے چہرے تیرے سچے دامن دے چہرے ہری ہر پاسے خوش بوئی تھے جیو بحر عطر چنبیلی
میں اناتے کو بجا یاروں کوئی سنگی مٹی مارو کانگ پڑھی ہر پانہ کوئی جا پچانی جی

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

دولہا بہشت نگر دامیندہا مرشد چند بڑا پیر حلال الدین سوہنا جانے بھیت اندر
اللہ دی بین بیکے مارے ہنگ کردا لا الہ دی پھر بھاری آیا لا اللہ تہ جانی جی

حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

حافظ صاحب بخش بے ادبی اکبر کلا حصلہ کی جاناں کی سویا میں تھیں ایسا کم ادلا
جدھر جاواں دھکے کھاواں تو رہا اللہ کرم کر دیرے سوہنے مرشد و مرید جی
حافظ محمد زماں جی بڑے مہربان جی

۴۔ قانونچہ جلالیہ

قبلہ حافظ صاحب کی محنت اور قابلیت کا اس کتاب سے آپ اندازہ لگا سکتے
ہیں۔ لغت پر قلم اٹھانی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

قارئین کرام! میں نے قبلہ حافظ محمد زماں نقشبندی صاحب کو غلوت میں غلوت
میں دیکھا ہے۔ اور میں نے صاحب کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں بہت
اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب نہایت سفید پوش آدمی ہیں۔ چھ کتب
کا تصنیف اور طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آ جانا۔ یہ "اس سعادت
بزر بازو نیست" کے مطابق سمجھتا ہوں۔ کہ حافظ صاحب کا اس میں اپنا کمال
نہیں۔ بلکہ قدرت نے ان کو دین کی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔

۵۔ فضائل و مسائل اعتکاف

اس کتاب میں حافظ صاحب قبلہ نے اعتکاف کی فضیلت اور اعتکاف شریف
کے مسائل بڑے اچھے اور عام فہم انداز میں بیان فرمائے۔ اور حافظ صاحب کی
طرف سے یہ کتاب پاکستان اور آزاد کشمیر میں ہر سال میں مفت تقسیم کی جاتی ہے۔

۶۔ فضائل میلاد مصطفیٰ (کامل) علیہ التحیۃ والثناء

یہ ماشاء اللہ حافظ صاحب قبلہ کی چھٹی کتاب ہے۔ مضمون کے اعتبار سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ باب ہیں۔ روح کی غذا ایمان کی ضیاء ہر غالب علم کے لئے قندیل رحمت۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ۶ صفحات عربی شریفین میں بیٹھ کر حافظ صاحب نے تحریر فرمائے۔ ۲۰ صفحات مسجد حرام مکہ شریف میں۔ اور ۴۰ صفحات مسجد نبوی میرے مدینہ شریف میں۔ یہ کتاب خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

حضرات قدرت نے حافظ صاحب کو جہاں اور غریبوں سے نوازا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خوبی ان میں ہے کہ تراویح اور شبینوں میں منزل خوبصورت انداز میں پڑھتے ہیں اور منزل کی روائی کا یہ عالم ہوتا ہے۔ جیسے دریا کا پانی بڑی مستی سے رواں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان شریف میں آپ کی اقتداء میں کثیر تعداد میں لوگ تراویح ادا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ قبلہ حافظ صاحب اپنے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والوں پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک پر مہربان ہیں۔ یہ تاثرات صرف میرے ہی نہیں۔ ہر ایک کے ہیں۔ لیکن اتنی شفقت کے باوجود دین کے خلاف شریعت کے خلاف کوئی غلطی ہو جائے تو گرفت بھی فرمایا کرتے ہیں۔

قبلہ حافظ صاحب کے بڑے بھائی حضرت گرامی مدر استاذ الحافظ مولانا

حافظ محمد اعظم نقشبندی صاحب (مرحوم) بھی جید عالم دین تھے۔ اور جامع مسجد جمال مصطفیٰ ٹریلوے سیشن منڈی بہاؤ الدین کے خطیب تھے۔ زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین میں گزار دیا۔

نذرانہ عقیدت

بخدمت اقدس استاد محترم جناب حافظ محمد زان صاحب

(چند بڑی محاکم و پانچ موضع سارو کی مجرات)

داخلہ لیا ہے ہم نے ترجمۃ القرآن
ان کے فیض سے غالی کوئی گوشہ نہیں
اپنا فرض اس خوبی سے نبھایا ہے
مشعل محمدی نے ہزاروں دل روشن کر دیئے
سیکڑوں کو ناظرہ قرآن پڑھایا ہے
درس نظامی بھی خوب پڑھایا ہے
تہجد کے لئے اٹھ جائے معمول ان کا
اکرم تجھ بھی منزل نصیب ہو جائے گی
روزِ محشر جب محمد عربی کی دید ہو جائے گی

سلسلہ قادریہ سے خلافت و دستار خلافت

۱۹۹۲ء میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کی تصنیف کردہ کتاب فضائل میلاد مصطفیٰ علیہ السلام کی رونمائی کے لئے عظیم الشان محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوئی۔ جس میں حضور قبلہ مناظر اسلام شان اسلام منبع فیوض و برکات

غزالی دوران حامی و درمنداں خطیب پاکستان حضرت علامہ حافظ قاری پیر سید صاحبزادہ محمد عرفان شاہ صاحب خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ قادریہ بغداد شریفین نے حضرت قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دینی مذہبی تدریسی تصنیفی خدمات جلیلہ رفیعہ کی اپنے مخصوص انداز فکر اور اپنے مخصوص الفاظ سے بڑی خوبصورت تعریف فرمائی اور سلسلہ قادریہ سے **خلافت عطا فرماؤ** اور اپنے نورانی ہاتھوں سے **دستار خلافت** بھی سر پر باندھی اور **محقق المسنت** کا لقب بھی عطا فرمائی۔

تنظیم المدارس (الہسنت) پاکستان کیلئے خدمات

محقق المسنت حضرت مولانا پیر حافظ محمد زمان نقشبندی قادری صاحب ۱۹۹۲ء سے لے کر ہر سالانہ و ششماہی امتحان میں مختلف امتحانی سنٹروں میں ناظم امتحان (سینئر سپرنٹنڈنٹ) کے عہدہ پر فائز ہو کر طلبہ کے ملک گیر ادارہ تنظیم المدارس (الہسنت) پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔

جامعہ احسن القرآن سنٹر دیر میں سالانہ امتحان کے لئے ۱۹۹۲ء میں ناظم امتحان (سینئر سپرنٹنڈنٹ) کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغدادیہ میرپور سنٹر امتحان تقویتہاں میں ۱۹۹۳ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغدادیہ میرپور سنٹر امتحان مسجد نذر وڈاکٹر فضل داد ۱۹۹۳ء ضمنی امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغدادیہ میرپور سنٹر امتحان بوٹہ کالونی میں ۱۹۹۴ء کے سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ رحمانیہ اویسیہ بغدادیہ میرپور سنٹر امتحان بوٹہ کالونی ۱۹۹۴ء ضمنی امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

جامعہ اویسیہ بغدادیہ سنٹر امتحان مرکزی جامع مسجد مفتی عبدالحکیم میرپور میں جنوری ۱۹۹۵ء سالانہ امتحان کے لئے ناظم امتحان کی ڈیوٹی ادا کی۔

محقق المسنت پیر حضرت قبلہ حافظ صاحب نے تنظیم المدارس کی ہدایت اور اصول و ضوابط کے مطابق ہر سال بلکہ ہر بار امتحان لے کر تنظیم المدارس کے وقار کو بلند کیا۔ اگر کوئی امیدوار نقل لگاتا ہوا پکڑا جائے تو اس کی مضبوط گرفت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسے امیدوار کی معافی کے متعلق درخواست کرے تو قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ میں تنظیم المدارس کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔ حضرت پیر قبلہ حافظ صاحب ارشاد فرماتے ہیں افسوس کہ ہر امتحان میں نقول کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اور طلبا امتحان کے دوران ایسی ایسی شرمناک حرکتیں کھینے ہیں۔ جو قابل بیان ہیں۔

۱۹۹۳ء سے لیکر نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم

حضرت قبلہ پیر حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور غویوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز فجر میں ایک سال کے قلیل عرصہ میں قرآن پاک ختم فرماتے ہیں جو کہ یکم ماہ رمضان کی نماز فجر کو شروع ہوتا ہے۔ انیس شعبان المعظم کو نماز عشا میں ختم ہوتا ہے۔ پاکستان میں شاید ایسی کوئی مثال ملے۔ اور مرکزی جامع مسجد محمدیہ نوریہ منگلا کالونی کے نمازیوں کی خصوصیت اور خوش نصیبی ہے۔

مرآت العوالم لکھ کر حضرت پیر قبیلہ حافظ صاحب نے طلباء اور طالبات
 پر احسان عظیم فرمایا ہے اور رہتی دنیا تک حضرت پیر قبیلہ حافظ صاحب کا نثار و شن
 رہے گا۔ اتنے محدود وسائل میں ۵۵۸ صفحات پر مشتمل کتاب کی طباعت قسبہ
 حافظ صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔



أَرْبَعِينَ

فِي

فضائل علم دين

مؤلفه

مؤلفه محمد زمان نقشبندی

مؤلفه دارالعلوم بحالیہ نقشبندیہ (برطرد) حقیقہ جامعہ مجتہدینہ کراچی

شعبہ نشر و اشاعت

دارالعلوم حمدا للہ نقشبندیہ (برطرد) منگل کراچی